بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجاب فاطمہ نے یہ ناول (متاع حیات) صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (متاع حیات) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ:نیوایرا میگزین

"انکل مجھے یہاں نہیں رہنا۔

آپ۔۔۔آپ ایسا نہیں کر سکتے۔

میں یہاں نہیں رہوں گی۔مجھے زار کے پاس جانا ہے۔پلیز انکل:۔وہ بے بسی سے روتے ہوئے بول رہی تھی۔

"زار کی خاطر بھی نہیں رہو گی؟"شکیل صاحب کی بات پر وہ ایک لمحے کو خاموش ہو گئی۔
شکیل صاحب نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت سے کہا۔
"دیکھو وہ تمہیں اس حال میں دیکھے گا تو کیسے ٹھیک ہو گا؟وہ جیسے ہی صحت یاب ہو گا ویسے ہی تمہارے پاس آجائے گا۔اور پھر جین روزانہ تمہیں کال بھی کرتا رہے گا۔پلیز انکی خاطر یہاں رک جاو"۔

"آئی پرامس میں اس کے سامنے نہیں آوں گی۔میں کہیں پر بھی رہ لوں گی وہاں بٹ یہاں نہیں"۔وہ دلگرفتگی سے بولی۔اسکا حال شکیل جانتے تھے سوان کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم وہاں کہیں بھی رہو گی تو وہ سکون سے رہ سکے گا؟یہاں اسے میں یہ تسلی تو دے سکوں گا کہ تم اپنوں میں ہو"۔انکی بات پر وہ تڑپ اٹھی۔

New Era Magazine

"یہ نہیں ہیں میرے اپنے۔ میرے اپنے وہاں ہیں"۔اسکی بات سن کر وہاں کھڑے تیسرے وجود کے دل پر مکا لگا تھا مگر سہنے کے علاوہ کچھ کرنے یا کہنے سے وہ وجود قاصر تھا۔

"ایفا پلیز میری جان۔ بات کو سمجھو۔ تمہیں زار کی قسم اب تم ضد نہیں کروگی"۔ شکیل صاحب اسے سمجھانے کی ایک اور کوشش کرتے ہوئے بولے۔

"آپ کو لگتا ہے کہ میں ضد کر رہی ہوں۔ میں ان سب سے نفرت کرتی ہوں۔ میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ میں مر جاوں گی"۔وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرتے ہوئے بولی۔

"زار کے لئے تمہیں یہاں رہنا ہے اور جلد سے جلد صحت مند ہونا ہے۔ میں خود اسے اپنے ساتھ لاوں گا تمہیں واپس لے جانے کے لئے"۔انہوں نے شفقت سے اسے سینے سے لگا کر سمجھایا۔

"انکل پلیز یہاں نہیں۔ میں نہیں رہ سکتی یہاں"۔وہ روتے روتے ہوش و حواس کھو بیٹھی۔

New Era Magazine

"ایفا۔ایفا۔آنکھیں کھولو بیٹا"۔شکیل اسکے گال تھپتھپاتے ہوئے بولے۔اپنا آشیانہ انہیں ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔زندگی میں اتنا بے بس انہوں نے خود کو کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔تبھی اس طرف آتے جواد کو دادا نے جلدی سے پکارا۔

"جواد دیکھو اسے کیا ہوا ہے؟"انکی اواز میں ایک عجیب سی تڑپ تھی۔

"دادا اسے ہاسپٹل لے جانا ہو گا"۔جواد اسے چیک کر کے بولا۔

"کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو اٹھاو اسے"۔وہ تیزی سے بولے تو وہ اسے اٹھائے باہر لئے گیا۔شکیل صاحب اور دادا اسکے پیچھے لپکے تھے۔

"ماما۔زار۔زار۔زار جین۔بابا"۔وہ بے ہوشی میں سب کو پکار رہی تھی۔شکیل کا دل تڑپ رہا تھا۔جواد خود بے چین تھا کہ یہ لڑکی کون ہے جسکی وجہ سے وہ شخص اور دادا پریشان تھے۔

"شکیل تم جاو۔میں سنبھال لوں گا اسے"۔دادا کی آواز پر اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"لیکن؟"

"جاو۔بھروسہ کرو مجھ کرو"۔انکی بات پر انہوں نے بے یقینی سے انہیں دیکھا تو وہ نظریں چرا گئے۔

"اسکے علاوہ چارہ بھی کوئی نہیں ہے"۔وہ ہچکچاتے ہوئے بولے۔

"خیال رکھنا اسکا"۔ جاتے جاتے وہ جواد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے تو اسے مزید حیران کر گئے۔

"دادا آپ گھر جائیں میری نائٹ شفٹ ہے میں ہوں یہاں"۔ دادا کو کافی دیر تک اس لڑکی کے پاس بیٹھا دیکھ کر وہ محبت سے بولا۔ وہ حیران تھا کہ دادا اس لڑکی کے لئے اتنے پریشان کیوں ہیں۔

"نہیں میں رکوں گا یہاں"۔ وہ پر نم آنکھوں سے بولے۔

"دادا میں خیال رکھوں گا"۔ ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ ایفا کی آواز پر چونکے۔

"زار۔ جین"۔

جواد نے اسکی پلس چیک کرنے کے لئے کلائی پکڑی تو اسکا لمس محسوس کر کے ایفا نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"جین۔ جین مجھے لے جاو"۔

"ریلیکس"۔آہستہ سے اس نے آنکھیں کھولیں تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھتی رہ گئی۔

"ٹھیک ہو؟"ابھی وہ کچھ اور بولتا وہ جھٹ سے اسکے گلے جا لگی۔اس نے سامنے کھڑے جواد کو اتنی زور سے اپنے ساتھ لگایا ہوا تھا کہ وہ خود اسکی حرکت اور گرفت پر حیران تھا۔ابھی وہ کچھ سمجھ پاتا تبھی کمرے میں ثمر اور وجدان داخل ہوئے۔ثمر تو کسی لڑکی کو جواد کے اتنا قریب دیکھ کر حیران تھی کہ وہ خاندان کی بھی کسی لڑکی سے فالتو بات نہیں کرتا تھا۔جواد کے ایفا کو الگ کرنے سے پہلے ہی وہ اسکی باہوں میں جھول گئی۔

"کیا ہوا ہے اسے؟"دادا نے بے چینی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں دادا۔ابھی یہ دوائیوں کے زیر اثر ہے۔اسے خود ہوش نہیں ہے"۔جواد اپنے جزبات سمجھنے سے عاری تھا خود کو کمپوز کرتے اتنا ہی کہہ سکا۔پھر اسے بیڈ پر لٹا کر وہ اسکا معائنہ کر کے باہر نکل گیا۔جاتے ہوئے اسکی نظر ثمر پر پڑی تھی جس کے چہرے کے تاثرات بہت بگڑے ہوئے تھے۔

شام کو اسے ہوش آیا تو کمرے میں کئی لوگ تھے جن میں سے اکثر نوجون لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔سب اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔وہ کنفیوز ہو گئی۔ تبھی ان میں سے ایک سانولہ مگر لمبا چوڑا نوجوان جواد کو لے آیا۔جواد کو سامنے دیکھ کر ایفا کی سانس تھم گئی۔وہ یک ٹک اسے ہی دیکھے جارہی تھی۔وہ خود اسکی نظروں سے اور اپنے دل کی دھڑکنوں سے الجھ رہا تھا۔آگے بڑھ کر وہ اسکے بیڈ کی ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گیا۔

"طبیعت کیسی ہے اب؟"جواد کے سوال کا جواب دیئے بناوہ ابھی بھی اسی کو گھور رہی تھی جبکہ ثمران دونوں کو۔وہاں موجود لوگ بھی حیران تھے۔وجدان نے ایفا کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ ہوش میں آئی۔

"تم اسے دیکھ سکتے ہو؟"اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں وجدان کو دیکھتے ہوئے کہا جو اسکے سوال پر حیران کھڑا تھا۔

"کہیں اسکے دماغ پر اثر تو نہیں ہو گیا؟"وجدان نے جواد سے سر گوشی میں پوچھا۔ایفا نے ہاتھ بڑھا کر جواد کی ناک کے پاس تل کو چھوا تو وہ اسکی اس حرکت پر حیران رہ گیا۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟" ثمر کے چلانے پر اس نے ایک نظر ثمر کو دیکھا مگر کوئی جواب دیئے بنا جواد کو دیکھا۔

"تم جو ہونا؟ تم جین نہیں ہو"۔اسکی آواز میں اتنا کرب تھا کہ وہاں کھڑے لوگ حیران رہ گئے۔

"مجھے لگا تم جین ہو۔ تم نے تو مجھے پہچانا بھی نہیں"۔صدمے سے اسکی آواز بھرا گئی تھی۔

"تم جانتی ہو اسے؟" وجدان کے پوچھنے پر اس نے کوئی جواب نہ دیا مگر آنسو اسکے چہرے پر پھیلنے لگے تھے۔وہ ایک بار پھر اسکے سینے سے جا لگی۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔سب اسی کو دیکھے جا رہے تھے۔ ثمر نے آگے بڑھ کر اسے جواد سے الگ کرنا چاہا مگر رانیہ نے روک دیا۔

"چپ ہو جاو کزن تمہاری طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے"۔وجدان اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔دادا سے انہیں بس اتنا ہی پتا چلا تھا کہ وہ انکی پوتی ہے۔سب حیران تھے۔جواد تو پہلو میں ہاتھ گرائے اسکی سسکیاں سن رہا تھا۔اسے وہ لڑکی اپنے دل کے بہت قریب لگی۔

"مام جو نے مجھے نہیں پہچانا۔ یہ جین نہیں ہے مام یہ میرا خیال کیسے رکھے گا جب اس نے مجھے پہچانا ہی نہیں"۔ وہ اسکے سینے سے لگی روتے ہوئے خود سے باتیں کر رہی تھی۔ جواد اسکی باتیں سن سکتا تھا۔ اسکے ہاتھ خود بخود اٹھے اور اس نے ایفا کے گرد بازو پھیلا دیئے۔

"رومت میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔ بس رومت"۔ اسکے منہ سے یہ الفاظ کیسے نکلے وہ خود نہیں جانتا تھا۔ وہ اسے سینے سے لگائے بیٹھا تھا جس کے رونے کی شدت میں اضافہ ہو چکا تھا۔ ثمر صدمے سے اسے دیکھتی رہی پھر غصے سے کمرے سے نکل گئی۔

جب ایفا روتے روتے سو گئی تو جواد نے اسے بیڈ پر لٹا دیا۔ اسکی خود کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں۔ اسے اس لڑکی کا غم اپنا غم لگ رہا تھا جس کی وجہ سے اسکی یہ حالت ہو گئی تھی۔ دادا نے بتایا تھا کہ وہ انکی کزن اور دادا کی پوتی ہے۔ اسکے فادر نے باہر شادی کر لی تھی اور پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ انکی ڈیتھ کے بعد وہ واپس آئی تھی۔ اسکا معائنہ کر کے جواد وہاں رکا نہیں بلکہ باہر نکل گیا۔ اسکا رخ لیب کی طرف تھا۔

اسے ڈسچارج کروا کر گھر لے جانا تھا۔دادا چاہتے تھے کہ وہ گھر میں رہے۔ان کے پاس رہے۔ اسلئے وہ اسکے پاس آئے تھے۔وہ سو رہی تھی۔جب اٹھی تو انہیں سامنے دیکھ کر اس نے رخ پھیر لیا۔

"طبیعت کیسی ہے؟"انہوں نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا تو اس نے انکا ہاتھ جھٹک دیا۔

"مجھے ہاتھ مت لگائیں"۔وہ حلق کے بل چیخی تھی۔کچھ پل کے لئے تو وہ ساکت رہ گئے۔

"ڈاکٹر نے ڈسچارج کر دیا ہے تمہیں۔گھر چلو"۔انہوں نے نرمی سے کہا تو وہ مزید بگڑ گئی۔

"مجھے آپکے گھر نہیں جانا ہے۔مجھے آپکی شکل بھی نہیں دیکھنی ہے۔مجھے نفرت ہے آپ سے"۔وہ چلا رہی تھی۔آنسو ٹوٹ کر بکھر رہے تھے۔کمرے میں آتے ہوئے وجدان اور عمر اسکی آواز سن کر حیران تھے۔ان میں سے کسی کی ہمت نہیں تھی کہ دادا جان کے سامنے بول سکیں۔وہ کل کی آئی لڑکی ان پر چلا رہی تھی اور وہ خاموشی سے سن رہے تھے۔

"گھر چل کر بات کرتے ہیں بیٹا"۔دادا نے اسکے سر پر ہاتھ رکھنا چاہا جسے اس نے جھٹک دیا۔

New Era Magazine

"اب اگر آپ نے مجھے ہاتھ لگایا تو میں اپنے آپ کو ختم کر لوں گی"۔وہ پھر سے دھاڑی تھی۔

"جب ہمیں آپکی ضرورت تھی تب آپ نہیں آئے۔نہ ہی ہمیں آنے دیا۔اب کیوں آ گئے ہیں؟"وہ اب بھی چلا رہی تھی۔دادا بے بسی سے اسے سن رہے تھے۔شرمندگی سے کھڑے رہنا محال ہو گیا تو روم سے نکل گئے۔

"تمہیں شرم نہیں آتی دادا سے ایسے بات کرتے ہیں"۔عمر اندر آتے ہی اس پر پھٹ پڑا تھا۔وہ اسے نہ جانے کیا کچھ سنا رہا تھا۔وہ خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی۔تبھی جواد ادھر آ گیا۔

"کیوں ڈانٹ رہے ہو اسے؟"ایفا کو روتے دیکھ کر وہ اسکی طرف بڑھا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟کیوں رو رہی ہو؟"اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ اسے چپ کروا رہا تھا۔

"تم اسے چپ کروا رہے ہو۔جانتے ہو دادا سے کتنی بد تمیزی کی ہے اس نے"۔عمر نے تنفر سے کہا۔

"وجدان اسے باہر لیکر جاو"۔جواد کے کہنے پر وہ عمر کو باہر لے آیا۔

"کیا ہوا ہے؟ مجھے بتاو"۔وہ پیار سے بولا تو ایفا نے اسکی طرف نم آنکھوں سے دیکھا۔

"مجھے انکے ساتھ نہیں رہنا ہے۔میں واپس نہیں جا سکتی مگر مجھے انکے گھر بھی نہیں رہنا ہے"۔ آنسو ایک مرتبہ پھر بکھرنے لگے تو جواد نے اسکے آنسو صاف کر دیئے۔

"میرے گھر رہو گی؟"وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر جلدی سے اٹھو۔گھر چلیں"۔اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پیرینٹس۔میں کیسے؟ نہیں"۔وہ بے ربط بول رہی تھی۔

"میں لیکر جا رہا ہوں تمہیں۔اسلئے تمہیں کوئی ایشو نہیں ہونا چاہیئے"۔جواد نے سختی سے کہا تو وہ مسکرا دی۔

وہ اسے اپنے پورشن میں لے آیا تھا۔گھر ایک ہی تھا جس میں تین پورشن تھے۔ایک خلیل صاحب کا۔جس میں وہ انکی بیوی زکیہ اور جواد رہتے تھے۔دوسرے میں ریاض انکی بیوی اور تین بچے وجدان, رانیہ اور عمر رہتے تھے۔تیسرے پورشن میں داداا اپنی بیوہ بیٹی نصرت اور نواسی ثمر کے ساتھ رہتے تھے۔

اگر یوں کہا جائے کہ ایک ہی احاطے میں تین کوٹھیاں تھیں تو بے جا نہ ہوگا۔دادا درمیان والی جبکہ خلیل انکے دائیں والی کوٹھی میں رہتے تھے۔

"یہ تین پورشن کس کس کے ہیں؟"گھر میں داخل ہوتے ہوئے اس نے پوچھا۔جواد کے بتانے پر ایک سوئی اسکے دل میں چبھی تھی۔

"آجاو"۔جواد اسے سہارا دیکر اندر لے آیا۔زکیہ گھر پر نہیں تھیں۔خلیل صاحب نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرنا چاہا تو وہ دو قدم پیچھے ہوئے۔بیلنس برقرار نہ رکھ سکنے کی وجہ سے وہ گرتے گرتے بچی۔جواد اسے سہارا دیتا اپنے روم کے ساتھ والے روم میں لے آیا۔

"یہاں بیٹھو میں مرچو کو کہتا ہوں تمہارا سامان لے آئے گا"۔تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو وہ ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ کیا؟ ریلیکس ہو جاو اور یہ جوس پیو"۔ وہ اسے جوس کا گلاس تھماتے ہوئے بولا۔

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟" وہ گلاس کو گھورتے ہوئے بولی۔

"کیونکہ تم دادا کے پاس نہیں رہنا چاہتی تھیں"۔ وہ کندھے اچکا کر ہلکے پھلکے انداز میں بولا۔

"مجھے کہیں اور چھوڑ آو"۔ وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"کیوں میرے گھر رہنے پر کوئی اعتراض ہے کیا؟" وہ مصنوعی خفگی سے بولا۔

"بس مجھے یہاں نہیں رہنا"۔ بے بسی سے آنکھیں بھیگنے لگیں تو اس نے سر جھکا لیا۔

"مگر میں تو تمہیں یہیں رکھنا چاہتا ہوں"۔ وہ اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تو اس نے فوراً سر اٹھا دیا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ تم مجھے بہت اچھی لگی ہو۔اور تم بیمار بھی ہو تو تمہارا خیال رکھنا میرا فرض ہوا نا"۔وہ لاپرواہ سے انداز میں بولا تو ایفا اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"چلو اب جوس پیو"۔جواد اسکا ہاتھ منہ تک لے جاتے ہوئے بولا۔

"ایک بات پوچھوں؟"وہ جوس پی چکی تو اسکے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے جواد نے کہا۔اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"جین کون ہے؟"اس سوال پر نہ جانے کتنے سائے اسکے چہرے پر لہرائے تھے۔جواد حیران و پریشان اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا بھائی"۔اس نے سر جھکائے کہا۔

"تمہارے پیرینٹس کہاں ہیں؟"اب کی بار اسکا سر مزید جھک گیا تھا۔

"وہ نہیں رہے"۔آنکھیں رگڑتے اس نے اتنا ہی کہا۔

"اور جو "۔اسکی خاموشی پر وہ کچھ کہے بنا اسے سہارا دیکر لٹاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ وہ لڑکی یہاں کیا کر رہی ہے؟"شام کو وہ فریش ہو کر لان میں آیا تو ثمر, وجدان, عمر اور رانیہ کو وہیں پایا۔اسے دیکھتے ہی ثمر غصے سے بولی تھی۔

"آواز نیچی رکھ کر بات کرو"۔اسے ثمر کا اس طرح سے بات کرنا ہمیشہ سے برا لگتا تھا سو اسے ٹوک گیا۔

"تم جو چاہے کرتے پھرو اور میں آواز نیچی رکھوں۔نہیں رکھوں گی"۔جواد کی بات پر وہ تلملا کر بولی تھی۔رانیہ اور وجدان ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

"اگر اب اس لہجے میں مجھ سے بات کی تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا"۔اسے وارن کرتا وہ واپس جانے کو مڑا تو ثمر کی آواز پر اسکے قدم رکے۔

"میں دادا کو بتاوں گی جو کچھ تم اس محترمہ کے ساتھ کرتے پھر رہے ہو"۔

"شوق سے بتاؤ"۔ چڑانے والے انداز میں جواب دیا گیا تھا۔

"تم انتہائی گھٹیا انسان ہو۔ اس کل کی لڑکی کے لئے مجھ سے لڑ رہے ہو"۔ اسکی بات پر وجدان کو میدان میں آنا پڑا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تمہارا؟ اسکا اور تمہارا جواد سے ایک ہی رشتہ ہے۔ دونوں کزنز ہو اسکی"۔ وجدان نے اسے گھورا تو وہ آگ بگولہ ہو گئی۔

"اچھا۔ تمہاری بھی تو کزن ہے ناوہ۔ تمہارے سینے سے کیوں نہیں لگتی؟" اسکی بات پر جواد طیش میں آ گیا۔

"بکواس بند کرو اپنی اور دفعہ ہو جاؤ یہاں سے؟"

"کیوں جاؤں میں یہاں سے۔ یہاں سے اگر کوئی جائے گا تو وہ جائے گی۔ کس رشتے سے تم اسے اٹھائے پھر رہے ہو؟ مجھے اور اریبہ سے تو ہاتھ ملانا تمہیں پسند نہیں ہے پھر اسے کیوں گلے کا ہار بنایا ہوا ہے؟ اسکی ڈریسنگ کرنا نرس کا کام ہے نا؟ تم کس خوشی میں یہ سب کر رہے ہو؟

اس گوری میم میں ایسا کیا پسند آگیا ہے تمہیں جو دن رات اسی کے کمرے میں پائے جاتے ہو"۔اس سے آگے بھی وہ زہر بکتی مگر جواد کے تھپڑ نے اسے خاموش کروا دیا۔

"یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم؟"دادا جان کی گرجدار آواز گونجی تو ان سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ ثمر کی زہر اگلتی باتیں سن چکے تھے۔

ماحول میں چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی تھی جسے ایفا کی چینخ نے توڑا۔آواز اسکے کمرے سے آئی تھی۔جواد اسکے کمرے کی طرف لپکا۔اسکے پیچھے عمر,وجدان,اریبہ اور دادا جی بھی آئے۔ایفا اپنا سر تھامے دروازے کے پاس بیٹھی تھی۔اسکی سٹک پاس ہی گری ہوئی تھی۔ جواد اسکے پاس بیٹھا اس کا چہرہ تھامے بیٹھا تھا۔وہ اسے آوازیں دے رہا تھا مگر ایک چیخ کے ساتھ وہ بے ہوش ہو گئی۔

"گاڑی نکالو"۔جواد نے وجدان کو کہتے ہوئے اسے بانہوں میں اٹھالیا۔ثمرا بھی بھی ہال میں ہی کھڑی تھی۔

"اگر اسے کچھ ہوا تو میں تمہاری جان لے لوں گا"۔جواد نے اتنی درشتی سے کہا کہ ایک لمحے کو ثمر لرز گئی۔جب ہوش میں آئی تب تک وہ چلا گیا تھا۔

عمر داداا ور اریبہ کے ساتھ ہاسپٹل پہنچا تھا۔تب تک اسے آئی سی یو میں لے جایا گیا تھا۔جواد اندر ہی تھا جبکہ وجدان باہر کھڑا تھا۔وہ بے ہوش تھی۔اسکی حالت ٹھیک نہیں تھی۔

"عمران سب کو گھر لے جاو"۔جواد نے آئی ای یو سے نکلتے ہوئے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"وہ ٹھیک ہے؟"وجدان نے آگے بڑھ کر اسے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"عمر پلیز ان سب کو یہاں سے لے جاو"۔وجدان نے اسکے چہرے کے تاثر دیکھ کر عمر کو کہا جو اسکا اشارہ سمجھتے ہوئے داداا ور اریبہ کو ساتھ لے گیا۔ان دونوں کو اس نے کیا تسلی دی وہ نہیں جانتے تھے۔

"جواد"۔وجدان نے اسے پکارا تو وہ بے اختیار اس سے لپٹ گیا۔

"وہ مجھے اب ملی ہے۔اتنے سالوں بعد۔میں اسے نہیں کھو سکتا۔اس بے وقوف کی وجہ سے وہ مر رہی ہے اور میں کچھ بھی نہیں کر پا رہا"۔وہ رو رہا تھا۔وجدان نے زندگی میں پہلی بار اسے اتنا روتا ہوا دیکھا تھا۔وہ دونوں ہم عمر تھے اور بچپن سے ہی اچھے دوست بھی تھے۔

"کیااس نے سب سنا ہے؟"وجدان نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا کیونکہ جس روم میں وہ مقیم تھی اسکی ونڈو لان میں کھلتی تھی اور جب وہ وہاں پہنچے تو وہ کھڑی بھی وہیں تھی۔

"ہاں۔وجدان پلیز دعا کرو اسے کچھ نہ ہو۔پلیز وجدان۔میں اسے اب خود سے دور نہیں کروں گا۔صرف وہی تو ہے میرے پاس۔وجدان"۔اسکی بات سن کر وجدان نے اسے گلے لگا لیا۔

"سنبھالو خود کو۔کچھ نہیں ہوگا اسے"۔وجدان نے اسے تسلی دی۔

دو دن بعد وہ ہوش میں آئی تھی۔ان دو دنوں میں جو ادپل پل مرا تھا۔وہ اور وجدان ہاسپٹل میں ہی رہے تھی۔وجدان اسکی کیفیت سمجھ سکتا تھا۔اس لئے وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑ رہا تھا۔وہ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا جب نرس نے اسے بتایا کہ وہ ہوش میں آگئی ہے۔

وہ سجدہ شکر ادا کرتا اسکے پاس آیا۔

"کیسی ہو اب؟"وہ جھک کر اس سے پوچھ رہا تھا۔کچھ لمحے وہ خالی ذہنی میں اسے دیکھتی رہی پھر ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا ہے؟"

"میری وجہ سے تمہیں بہت پرابلمز ہو رہی ہیں۔ یہاں سے چلے جاو۔ بلکہ مجھے ہی چلے جانا چاہیئے"۔ وہ بیڈ سے اترنے لگی تو جواد نے اسے روک لیا۔

"مجھے کوئی پرابلمز نہیں ہو رہی ہیں۔ خاموشی سے بیٹھی رہو"۔ جواد نے سختی سے کہتے ہوئے اسے واپس بیڈ پر بٹھا دیا۔

"آئی ایم سوری"۔ وہ کہتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"یار پلیز چپ کر جاو"۔ جواد نے اسے خاموش کروانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔

"کزن چپ کر جاو ورنہ جواد بھی رونے لگے گا۔ اور یقین مانو یہ بہت برا روتا ہے۔ اسے روتا دیکھ کر سب پیشنٹ بھاگ جائیں گے۔ کیوں غریبوں کو تنگ کرنے پر تلی ہو"۔ وجدان نے شوخی سے کہا تو وہ روتے روتے بھی مسکرا دی۔

ارے یہ کیا؟ تم تو ہنستی بھی ہو"۔وجدان کے انداز پر وہ دونوں ہنس دیئے۔

"ایسے ہی ہنستی رہا کرو۔مانا کہ گھر کا ڈاکٹر ہے مگر اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ ہر دوسرے دن ہاسپٹل رہنے لگو"۔وجدان اسے چھیڑ رہا تھا مگر وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"میرے منہ کو کیا ہوا ہے جو اتنے غور سے دیکھ رہی ہو؟"وجدان نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا تو اس نے نظریں جھکا لیں۔

"کیا دیکھ رہی تھیں"۔جواد کے نرمی سے پوچھنے پر اس نے آنسو چھپانے کے لئے اپنا سر جھکا لیا۔

"بتاؤ"۔جواد نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ جین جیسی بے تکی باتیں کرتے ہیں"۔اسکی بات پر وجدان حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا جبکہ جواد نے بہت مشکل سے ہنسی دبائی۔

"کزن تم تو بہت ہی ایل مینرڈ ہو۔میں تمہاری خاطر پچھلے دودن سے یہاں ہوں اور تم ہو کہ میری باتوں کو بے تکی کہہ رہی ہو؟"وہ مصنوعی خفگی سے بولا تو بے اختیار اس نے دونوں کان پکڑ کر سوری کرلی پھر اپنی ہی حرکت پر شرمندہ ہو گئی۔

"یہ تم ایسے ہی سوری کرتی ہو؟"وجدان نے شرارت سے پوچھا۔

"نہیں۔بس جین ایسے کرواتا تھا"۔

"تمہاری زندگی میں صرف تین نام ہی ہیں کیا۔جین جو اور زار۔ہر وقت انہی کا ورد کرتی رہتی ہو۔بے ہوشی میں بھی یہی بڑبڑا رہی تھیں"۔وجدان کی بات پر اسکے سامنے کئی چہرے لہرا گئے۔

"جن سے محبت ہوتی ہے پریشانی میں انکا نام ہی لیا جاتا ہے"۔اسکے جواب پر جواد نے نظر بھر کر اسے دیکھا جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"ویسے ایک بات بتاو۔تم امریکہ سے آئی ہو پھر بھی اتنی سیدھی اور معصوم کیسے ہو؟"وہ حیرت سے بولا تو وہ مسکرادی۔ان دونوں کو باتیں کرتا چھوڑ جواد باہر آگیا۔

عمر سے کہہ کر اس نے اریبہ سے یخنی منگوائی تھی جو وہ دونوں دینے آئے تھے۔

"آپ یہاں سے چلے جائیں"۔جواد کے جانے کے بعد ڈاکٹر اسکا مکمل معائنہ کر کے چلے گئے تھے۔وجدان کو دوبارہ بیٹھتے دیکھ کر وہ بولی تو اس نے استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"پہلے ہی جواد میری وجہ سے اتنی باتیں سن چکا ہے۔کہیں آپکو بھی۔۔۔"اسکا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی اندر آتا جواد بول پڑا۔

"کمال کرتی ہو ایفا اگر یہ یہاں رہے تو باتیں لوگ تمہیں سنائیں گے ان موصوف کو نہیں"۔

"کوئی کیا کہتا ہے کیا نہیں اسکے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔بس اپنا خیال رکھو۔ سمجھیں؟"وجدان جواد کو گھورتا ہوا اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمر اور اریبہ دادا کے ساتھ اسکے لئے یخنی لائے تھے۔دادا نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرنا چاہا تو وہ پیچھے کو کھسک گئی۔دادا کچھ لمحے اسے دیکھتے رہے پھر بولے

New Era Magazine

"مجھے میری بچی سے اکیلے میں بات کرنی ہے"۔

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی ہے۔میں آپ سے بدتمیزی نہیں کرنا چاہتی کہ میرے ماں باپ نے مجھے بڑوں کی عزت کرنا سکھائی ہے۔اسلئے پلیز آپ میرے سامنے مت آیا کریں"۔وہ رخ موڑے سپاٹ سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"ایفا ایک دفعہ بات سن لو دادا کی۔وہ بہت فکر مند تھے تمہارے لئے"۔وجدان نے اسے سمجھانا چاہا تو اس نے جواد کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"مجھے ان سے کوئی بات نہیں کرنی ہے۔انہیں دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے۔پلیز انہیں کہو یہاں سے چلے جائیں"۔وہ روتے ہوئے بے بسی سے بولی تو دادا بنا کچھ کہے باہر نکل گئے۔

"خوامخواہ سر پر چڑھا رکھا ہے تم نے اسے"۔عمر درشتی سے کہتا ہوا دادا کے پیچھے باہر نکل گیا۔

"دادا آپ اس کی باتوں کو کیوں مائنڈ کرتے ہیں؟دو لگائیں کسی دن خود ہی ٹھیک ہو جائے گی"۔عمر کو پہلے ہی دن سے ایفا کا رویہ دادا کے ساتھ برا لگتا تھا۔سو کہے بنا رہ نہ سکا۔

New Era Magazine

"یہ سب میرے کرموں کا پھل ہے"۔دادا نے سوچتے ہوئے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

وہ پانچ دن بعد گھر آئی تو ریاض صاحب نے اسے پیار سے سہارا دیتے اندر لائے تھے۔ خلیل صاحب گھر نہیں تھے۔البتہ انکی بیوی نے اسے ناگواری سے دیکھا تھا۔

شام کو جواد, وجدان اور عمر جسے وجدان کھینچ لایا تھا اسکے کمرے میں موجود تھے۔

"تمہاری ہابیز کیا ہیں؟"وجدان نے اسکی پلیٹ میں سے سیب کی کاش اٹھاتے ہوئے پوچھا جو جواد اسکے لئے کاٹ رہا تھا۔

"فی الحال تو آپکے سامنے ہیں۔ویسے بک ریڈنگ, پلانٹنگ, ککنگ ہیں۔اکثر وائلن بھی بجاتی تھی"۔وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔

"تمہیں وائلن بجانا آتا ہے؟"وجدان نے حیرت سے پوچھا۔

"ہوں۔بجالیتی ہوں"۔

"بجا کر دکھاوگی"۔وجدان بچوں کی طرح اشتیاق سے بولا

"یہاں ہے؟"اس نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔چلو چلیں"۔وجدان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وجدان وہ کیسے بجائے گی۔اسکی انگلیاں زخمی ہیں"۔عمر نے اپنے سے دو سال چھوٹے بھائی کو گھور کر کہا تو وہ منہ بسورتے ہوئے بولا۔

"چلو پھر جب ٹھیک ہو جاوگی تب سیکھانا"۔

"شیور"۔اس نے خوش دلی سے کہا۔وجدان اسے وائلن دکھانے کے لئے ساتھ والے روم میں لے آیا تھا۔وہ دونوں بھی اسکے ساتھ ہی تھے تبھی مرچو ایفا کے لئے فون لایا تھا۔

"ہیلو"۔اسکی لرزتی ہوئی آواز ان تینوں نے ہی محسوس کی تھی۔

New Era Magazine

"ایسی بات کرو کہ مجھے قرار آجائے"۔فون کے دوسری طرف سے نقاہت آمیز آواز ابھری تھی۔وہ جواب دیئے بناوائلن کے پاس بیٹھ گئی۔

باتیں یہ کبھی نہ تو بھولنا
کوئی تیری خاطر ہے جی رہا
جائے تو کہیں بھی یہ سوچنا
کوئی تیری خاطر ہے جی رہا

وائلن بجاتے وہ گارہی تھی۔جیسے جیسے وہ گارہی تھی ویسے ویسے آواز آنسوؤں سے بھرا رہی تھی۔بہت مشکل سے خود پر ضبط کرتے اس نے گانا ختم کیا تھا۔انگلیوں سے خون رس رہا تھا مگر فون کی دوسری طرف موجود ہستی کو اسکی آواز سن کر سکون ملا تھا۔وہ شاید سو گیا تھا۔ایفا نے فون بند کر کے اپنا سر وائلن کے اوپر رکھ دیا۔وہ اب بھی کوئی دھن بجارہی تھی۔وہ تینوں پیچھے کھڑے اسی کو دیکھ رہے تھے جو بنا آواز کے آنسو بہارہی تھی۔

"یہ وائلن کون بجارہا تھا؟"ریاض صاحب جو ابھی ابھی اپنے پورشن سے آئے تھے وائلن اور گانے کی آواز سن کر اسطرف آگئے تھے۔ایفا نے اپنے آنسو صاف کر لئے۔

"تمہیں یہ بھیا نے سکھایا تھا؟" وہ ایفا کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے پوچھ رہے تھے۔اس نے ہاں میں سر جھکا دیا۔

"تم بالکل انہی کی کاپی ہو"۔وہ اسکے ہاتھ تھامے چومتے ہوئے بولے۔دادا بھی وہ دھن سن کر وہاں آ گئے تھے مگر اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس تک جاتے۔

"آپ کو وہ یاد ہیں؟" وہ بولی تو اسکا لہجہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا۔
"میں انہیں کیسے بھول سکتا ہوں؟" ریاض صاحب نے پر نم لہجے میں کہا۔

"محبت کرتے تھے ان سے؟" نہ جانے وہ کیا پوچھنا چاہتی تھی۔سب اسی کو سن رہے تھے۔

"بہت"۔

"تو پچھلے بائیس سالوں میں ان سے ملنے کیوں نہیں آئے؟ کوئی کال بھی نہیں کی۔کوئی میسج ای میل کچھ بھی نہیں"۔وہ پ عجیب سے لہجے میں سوال کر رہی تھی بلکہ انکے منہ پر جوتا مار رہی تھی۔

"اپنی زندگی کے جو ماہ و سال میں نے ہوش میں گزارے ہیں ان سب میں میں نے آپ لوگوں سے نفرت محسوس کی ہے۔اپنے ماں باپ کے ہر گرتے آنسو کے ساتھ وہ نفرت شدید ہوتی چلی گئی۔اب وہ اس حد تک چلی گئی کہ اب نفرت بھی فیل نہیں ہوتی"۔وہ عجیب بے بسی سے بول رہی تھی۔

"مجھے یہاں مجبوری میں ایکسیپٹ کیا گیا ہے۔اگر میرا باپ زندہ ہوتا تو مجھے اس گھر کی دہلیز بھی پار نہ کی جانے دی جاتی۔میں کچھ بھی بولنے سے قاصر ہوں۔اسلئے صرف درخواست کرتی ہوں مجھ پر دکھاوے کی محبت یا ہمدردی مت جتایا کریں۔مجھے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگتی ہے"۔وہ ریاض صاحب کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی جن کا سر شرمندگی سے جھکا ہوا تھا۔دادا خود شرمندہ تھے۔کیوں تھے؟یہ وہ تینوں سمجھنے سے قاصر تھے۔

ثمر آج بیس دنوں کے بعد جواد کی طرف آئی تھی۔اسکا پہلا سامنا ایفا سے ہی ہوا تھا جو لان میں ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔وہ اسے نظر انداز کرتی اندر آ گئی جہاں کوئی بھی نہیں تھا۔سب جگہ دیکھنے کے بعد وہ باہر آئی۔اسکے دماغ میں ایک جھماکہ ہوا اور وہ ایفا کے پاس آ گئی۔اسکے پاس سے چیئرز کو ہٹایا۔اسکی سٹک کو دور پھینک کر اسے دکھادیا اور جیسے آئی تھی ویسے ہی چلی گئی۔

ایفا زمین پر پڑی اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔وہ گھسٹتی ہوئی اپنی سٹک کے پاس آنے کی کوشش کر رہی تھی جب عمر دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا۔وہ زخمی ہاتھوں سے گھسٹ رہی تھی اسلئے تکلیف کے باعث چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔عمر نے اسے اٹھنے میں مدد کی۔وہ خلیل چاچو کے آفس میں تھا جب کھڑکی سے ثمر کی کاروائی دیکھ کر وہاں آیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"اسے سٹک پکڑاتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔وہ جواب دیئے بنا اندر آ گئی۔عمر اسکے پیچھے جوس لایا تھا۔اس نے ایفا کے ہاتھ کی ڈریسنگ کرنی چاہی مگر اس نے انکار کر دیا۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو؟"

"میں جانتا ہوں گھر کی ساری عورتیں تم سے مس بیہیو کرتی ہیں۔تمہیں برا بھلا کہتی ہیں۔سب کے سامنے خاموش رہ کر پیچھے سے تمہیں بہت کچھ غلط کہتی ہیں۔تم کیوں ان کی باتوں کو برداشت کر رہی ہو۔تمہارا دل نہیں پھٹتا؟جہاں سے آئی ہو وہیں واپس چلی جاو"۔آج پہلی بار اسے ایفا پر ترس آیا تھا۔اسکے بارے میں وہ جو کچھ سوچ رہا تھا سب غلط تھا۔وہ بہت اچھی لڑکی تھی۔

"کیا ہوا ہے ایفا؟"اندر آتے وجدان نے پوچھا جو ادھی اسکے ساتھ تھا۔

"اسے واپس بھیج دیں۔ جہاں سے آئی ہے وہیں بھیج دیں۔ ورنہ اس گھر کے لوگ اسے مار دیں گے۔ یہ چپ رہ رہ کر مر جائے گی"۔ عمر وجدان کا ہاتھ تھامے دلگرفتگی سے بول رہا تھا۔ اسکے پوچھنے پر اس نے سب کچھ بتا دیا۔

"تم ہم سب سے بہت کچھ چھپا رہی ہو۔ کچھ باتیں میں جانتا ہوں مگر اب تک خاموش تھا کہ تم خود بتاو۔ لیکن تم نہیں بتانا چاہتی۔ آج بتاو سب"۔ جواد اسکے پاس بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"تمہیں میری قسم ہے تم جھوٹ نہیں بولو گی اور نہ ہی کچھ چھپاو گی"۔ اسے خاموش دیکھ کر وہ بولا تو وہ منہ پھیر گئی۔

"تمہیں سن کر تکلیف ہو گی۔ میں ایسا نہیں کر سکتی"۔

"کیا سن کر تکلیف ہو گی۔ یہ کہ تم میری بہن ہو؟" اسکی بات پر عمر اور ایفا دونوں ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہے تھے۔

"تمہیں دیکھ کر اور ہاسپٹل میں بے ہوشی میں تمہاری باتیں

New Era Magazine

سن کر اندازہ ہوا تھا مجھے کہ میں ہی جو ہوں۔ ہمارا رشتہ معلوم کرنے کے لئے میں نے ڈی این اے ٹیسٹ کروایا تھا۔اب بتاؤ سچ کیا ہے"۔

"دو سال کی تھی میں جب ماما نے مجھے بتایا کہ ہمارے گھر دو بھائی آئینگے۔ماما بہت خوش تھیں۔ بابا نے انکے نام جواد اور جنید سوچے تھے۔زارا نہیں جو اور جین کہتا تھا۔وہ مجھ سے بڑا تھا تو جو وہ بولتا تھا میں بھی وہی بولتی تھی۔

ماما بابا نے بہت ساری چیزیں لی تھیں۔سب ایک جیسی تھیں۔تم دونوں جب پیدا ہوئے اسکے دو دن بعد خلیل چاچو آئے تھے۔دادا بابا سے ناراض تھے کہ انہوں نے وہاں پر شادی کیوں کی ہے۔وہ اس ناراضگی کو ختم کرنا چاہتے تھے"۔بولتے بولتے وہ ماضی میں کھو گئی تھی۔

"دیکھیں روحیل بھائی میں یہ سب ختم کرنا چاہتا ہوں۔آخر کب تک آپ اور بچے یوں پردیس میں پڑے رہیں گے۔میں ابا سے بات کر رہا ہوں۔مگر اب مجھے لگتا ہے کہ ہمیں کچھ ایسا کرنا ہوگا کہ وہ انکار نہ کر سکیں"۔خلیل نے بھائی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں"۔

"آپ بھابھی اور بچے میرے ساتھ چلیں۔ابا بچوں کو دیکھ کر نرم پڑ جائیں گے"۔

"خلیل جینئ کو سفر منع ہے"۔آپریشن میں کچھ کمپلیکیشنز کی وجہ سے ڈاکٹر نے انہیں کمپلیٹ ریسٹ کرنے کا کہا تھا۔

"پھر ایسا کریں ایفا کو ساتھ بھیج دیں"۔انہوں نے تجویز پیش کی۔

"وہ اپنی ماما کے بغیر نہیں رہ سکتی"۔

"تو پھر کسی ایک بیٹے کو ساتھ بھیج دیں۔آئی پرامس میں خود سے بڑھ کر اسکا خیال رکھوں گا"۔

"خلیل میں اتنے چھوٹے بچے کو کیسے بھیج دوں؟"وہ حیرت سے بولے۔

"آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں ہے؟کچھ دنوں کی بات ہے۔جیسے ہی ابا مانیں گے میں اسے واپس لے آونگا پھر ہم ساتھ ملکر واپس چلیں گے"۔خلیل نے بھائی کو محبت سے سمجھایا۔

جینئ جو یہ سب سن رہی تھیں اور شوہر کے دل کا حال جانتی تھیں کہ وہ کیسے گھر والوں کے لئے تڑپ رہے تھے۔انہوں نے جواد کو اٹھا کر خلیل کی گود میں ڈال دیا۔

"میں آپکو اپنی امانت سونپ رہی ہوں۔اسے جلد ہی واپس لے آیئے گا"۔انہوں نے دل پر پتھر رکھ کر کہا۔ خلیل مسکرادیئے۔روحیل یہ سب ایسے نہیں چاہتے تھے مگر بھائی کے سمجھانے پر مان گئے۔

خلیل جواد کو لیکر گھر آگیا تھا۔راستے میں جو بھی اس سے ملااس نے بچے کی تعریف کی۔انکی خود کی تو اولاد نہیں تھی سولوگوں کاان کا جواد کا باپ سمجھنااور کہنا بہت اچھا لگا تھا۔پھر شیطان نے انکاایسادل پھیرا کہ وہ جو رشتے سنوارنے آئے تھے رشتے توڑ بیٹھے۔جواد کوانہوں نے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔سب سے جھوٹ بولا تھا کہ وہ انکے دوست کا بیٹا ہے۔جب خلیل نے روحیل سے کوئی رابطہ قائم نہ کیا تو انہیں اپنے نقصان کا اندازہ ہوا۔

"ابامیری بات سنیں"۔روحیل نے باپ کو کال کی تو وہ آواز سن کر ہی بھڑک اٹھے۔

"مت کہو ہمیں ابا"۔وہ درشتی سے چلائے۔

"ابامیرا بیٹامیرا جواد مجھے دے دیں۔اسکی ماں مر جائے گی"۔انکی بات سن کر ظہور صاحب کے سر پر کوئی بم پھٹا تھا۔

"کیا بک رہے ہو؟"

"ابا وہ میرا بیٹا ہے۔ خلیل نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ جواد کو آپکے سامنے لے جائے گا تو آپ نرم پڑ جائیں گے"۔انہوں نے منمناتے ہوئے کہا۔

"ہم آج بھی اپنے فیصلے پر قائم ہیں۔ جہاں تک بات جواد کی ہے تو وہ اب خلیل کی اولاد ہے۔ اسکا تم سے کوئی رشتہ نہیں ہے"۔ باپ کو اتنی سنگدلی دکھاتے ہوئے انکا دل ٹوٹ گیا تھا۔

"یہ ظلم مت کریں ابا۔اسکی ماں مر جائے گی"۔

"وہ عورت مرے یا جئے ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا"۔

"ابا"۔

"اگر ہمارا مرا ہوا منہ دیکھنا چاہتے ہو تو نہ تو تم اس گھر میں آوگے نہ ہی جواد سے ملنے کی کوشش کروگے"۔ فون رکھ دیا گیا تھا۔

New Era Magazine

روحیل کو بھائی کے دھوکے نے توڑ دیا تھا۔ابا بھی ساتھ نہیں دے رہے تھے۔بیوی کچھ کہتی نہیں تھی مگر انکا تڑپنا ان سے چھپا نہیں تھا۔جینیئس تو پہلے ہی شوہر کی ان کے خاندان سے دوری کی وجہ خود کو گردانتی تھیں اب ان سے کیا کہتیں۔اپنی ماںتا کا گلا گھونٹتی بے بس تھیں۔

اس سب کا اثر صرف ایک ذات پر ہوا تھا ننھی ایفا پر جو وقت کے ساتھ ساتھ سب سمجھ گئی تھی۔ماں کے آنسو بھی اور باپ کی تڑپ بھی۔اسے ہر گزرتے وقت کے ساتھ اپنے ددھیال سے نفرت محسوس ہوتی تھی۔جین اور وہ ماما کی طرح ہر برتھ ڈے پر جو کے لئے بھی گفٹ لیتے تھے مگر کبھی اسے بھیج نہیں پائے تھے۔اسکے مخصوص کمرے میں وہ گفٹ رکھے جاتے تھے۔

وقت کا کام گزرنا تھا سو گزرتا چلا گیا۔ختم نہ ہوئی تو جینیئس کی ممتا کی تڑپ اور روحیل کا ملال۔اس سب کے ساتھ ایفا کی نفرت جو دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔وہ ماں باپ کو ٹوٹتے ہوئے دیکھتی آئی تھی۔اس سب میں ایک لاابالی سا جین تھا جس کی شرارتوں سے گھر میں طوفان برپا رہتا تھا۔وہ اپنے ماں باپ کی حالت سے باخبر تھا اسی لئے ان کی توجہ بانٹنے کے لئے نت نئی شرارتیں کیا کرتا تھا۔اس سب میں اسکا ساتھ دینے والا زار تھا۔زوار شکیل۔روحیل کے بچپن کے دوست کا بیٹا۔

شکیل انکل کی فیملی بچپن سے انکے ساتھ ہی رہی تھی۔زار پانچ سال کا تھا جب ماں دنیا سے چلی گئی۔تب جیئس نے اسے اپنی ممتا کے آنچل میں لے لیا۔یوں تو وہ جین اور ایفا سے بڑا تھا مگر شرارتوں میں جین سے بھی چھوٹا بن جاتا تھا۔وقت گزرنے کے ساتھ وہ بڑے ہوتے گئے اور انکے درمیان محبت بڑھتی گئی۔

ایفا اور زار کی دوستی بہت اچھی تھی۔دونوں جب تک اپنے سارے دن کی باتیں ایک دوسرے سے شیئر نہیں کرتے تھے تب تک انہیں سکون نہیں ملتا تھا۔جیئس کو زار کی آنکھوں میں ایفا کے لئے محبت دکھنے لگی تھی۔پہلے تو وہ اسے اپنا وہم سمجھ کر ٹال گئیں مگر معاملے کی نوعیت کا تب اندازہ ہوا جب ایک روز ایفا یونیورسٹی سے واپس نہیں لوٹی۔
وہ معمول کی طرح وقت پر نہ پہنچی تو جیئس کا دل گھبرانے لگا۔

"ہیلو شکیل بھائی"۔

"کیا ہوا ماما؟آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟"انکی پریشان آواز سن کر وہ خود بھی پریشان ہو گیا تھا۔

"بیٹا شکیل بھائی کہاں ہیں؟"

"ماماوہ توسٹی میں نہیں ہیں کوئی کام تھا"۔

"بیٹاایفا ابھی تک گھر نہیں آئی ہے۔تمہارے بابا بھی کال نہیں اٹینڈ کر رہے ہیں۔جین اسے ڈھونڈنے گیاہے مگر میرادل بہت گھبرا رہا ہے"۔اسے کہتے کہتے وہ روہانسی ہو گئیں۔

"آپ روئیے مت میں دیکھتا ہوں"۔زار پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔رات آٹھ بجے کے قریب وہ گھر آئی تھی۔واپسی پر اسکا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔جس عورت کی گاڑی سے ایکسیڈینٹ ہوا تھا وہ اسے ہاسپٹل لے گئی تھیں۔وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔سر پھٹ گیا تھا۔ہاتھ بھی فریکچر ہو گیا تھا۔زار کو جین نے کال کر کے بتادیا تھا۔
وہ گھر پہنچا تو اسے بے سدھ بیڈ پر لیٹا دیکھ کر اسکا رنگ فق ہو گیا تھا۔

"ی یہ ای ایسے کیوں لیٹی ہے؟ک کیا ہوا؟"اسکے الفاظ منہ سے نکلنے سے انکاری ہو رہے تھے۔جینیئں اسکی حالت دیکھ کر حیران تھیں۔وہ رو رہا تھا۔

"ماما۔اسے اٹھائیں"۔ایفا کے کپڑوں پر لگا خون دیکھ کر اسکی ہمت جواب دے رہی تھی۔جینیئں نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

"ٹھیک ہے وہ۔ سو رہی ہے"۔ ماما کی تسلی پر اس نے سکون کا سانس لیا۔

"اسکے کپڑے چینج کرا دیں پلیز"۔ اپنے آنسو صاف کرتے وہ بے چینی سے بولا۔

"تم باہر بیٹھو۔ میں آتی ہوں"۔

"اتنا کیوں پریشان ہو زار؟" اسے اتنا پریشان دیکھ کر وہ زار کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔

"میں اسے ایسے نہیں دیکھ سکتا ماما۔ اسے کہیں اٹھ جائے ورنہ میرا دل بند ہو جائے گا"۔ وہ ان سے لپٹ کر ایک بار پھر رونے لگا۔

"میری جان اسے اتنی چوٹیں بھی نہیں آئی ہیں جتنی تمہیں تکلیف ہو رہی ہے"۔ انہوں نے اسکی کمر تھپکتے ہوئے کہا۔

"پتا نہیں ماما مگر میں اسے ایسے نہیں دیکھ سکتا"۔ وہ جینیئس کی گود میں سر رکھ کر رو دیا۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ میرا بیٹا اتنا جزباتی ہے"۔ اسکے بال سہلاتی وہ مسکرا کر بولیں۔

اس کے بعد تو اس نے ایفا کی ذمہ داری خود اٹھالی تھی۔وہ اسے خود یونیورسٹی لیکر جاتا اور واپس لاتا تھا۔اسے کہیں بھی جانا ہو زار یا جین اسکے ساتھ رہتے تھے۔جین خود اس حادثے سے ڈر گیا تھا۔

سنڈے کی شام وہ سب چائے پی رہے تھے۔زار, جین اور ایفا ویڈیو گیم میں مصروف تھے۔
تبھی شکیل انکل نے روحیل سے ایفا کے پرپوزل کی بات کی۔
شکیل کے دوست نے ایفا کو انکے گھر دیکھا تھا۔انہیں وہ بہت پیاری لگی تھی سو ان سے اپنے بیٹے کے رشتے کی بات چھیڑ دی تھی۔اسطرف آتے زار نے ساری بات سن لی تھی۔اسکے چہرے پر سایہ لہرا گیا تھا۔وہ الٹے پاوں واپس مڑا اور گھر سے باہر نکل گیا۔جینیئس نے اسکا عکس سامنے لگے شیشے میں دیکھ لیا تھا۔

"اگر بات پرپوزل کی نکلی ہے تو مجھے بھی ایک پرپوزل کی بات کرنی ہے"۔جینیئس کچھ سوچتے ہوئے بولیں۔

"اگر میں زار کی ماں بن کر اسکے لئے کوئی فیصلہ کروں تو آپ مانیں گے؟" جبیںٔ نے شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ تمہارا بیٹا ہے۔اسکے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق مجھ سے زیادہ تمہیں ہے"۔ شکیل صاحب نے بہن کو مان دیتے ہوئے کہا۔

"تو روحیل صاحب میں اپنے بیٹے زار کے لئے آپ سے آپکی بیٹی کا ہاتھ مانگتی ہوں"۔انکے اسطرح سوال کرنے پر شکیل اور روحیل حیران رہ گئے۔

"یہ تو ہم نے سوچا ہی نہیں"۔ شکیل نے خوش ہو کر کہا۔روحیل بھی خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔

"مگر بچے"۔ کسی خیال کے تحت روحیل نے پوچھا۔

"میرا بیٹا تو آپکی بیٹی سے بہت محبت کرتا ہے۔اب آپ اپنی بیٹی سے بات کر لیں"۔ جبیںٔ کے اسطرح کہنے پر دونوں حیران رہ گئے تو وہ مسکرا دیں۔

زاروہاں سے نکل کر سیدھا اپنے گھر آگیا تھا۔وہ بستر میں منہ دیئے پڑا تھا۔وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھا۔ تبھی کسی نے اسے پکارا مگر وہ سوتا بنا پڑا رہا۔

"اوہ ہو سو گیا۔میں تو سوچ رہا تھا کہ سیلیبریشن کریں گے ایفا کا رشتہ پکا ہونے کی خوشی میں"۔ جین اسکے پاس بیٹھتے ہوئے بولا تو وہ کرنٹ کھا کر اٹھ گیا۔

"ایفا کا رشتہ؟"اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی تھی۔

"ہاں یار۔اسکا ایک پرپوزل آیا تھا بابا کو پسند آگیا۔تو رشتہ پکا کر دیا۔اگلے ویک اینڈ پر نکاح ہے اسکا"۔ جین نے کن اکھیوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنی جلدی؟"وہ روہانسا ہو کر بولا۔

"ہاں یار۔کیا ہے ناوہ جائے گی تو میری باری آئے گی"۔ جین شرارتا بولا مگر وہ سر جھکائے مایوسی سے اپنے پیروں کو دیکھتا رہا۔

"کیا ہوا ہے طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"اس نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"تم کیسے یہ سب کر سکتے ہو؟"وہ بے بسی سے بولا تو بہت کوششوں کے باوجود جین کا قہقہہ بلند ہوا۔زارا اسے شاکی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"یار تم ایک نمبر کے گدھے ہو۔اگر اسے پسند کرتے ہو تو بتانا نہیں تھا۔اگر ماما کو تمہاری حرکتوں پر شک نہ ہوتا تو اسکی تو ڈولی اٹھ جانی تھی نا؟"اس نے زار کے کندھے پر ایک دھموکا جڑتے ہوئے کہا۔وہ بچپن سے ہی ایک دوسرے سے اتنے ہی فرینک تھے۔

"کیا مطلب؟"وہ ماما کے ذکر پر چونک کر پوچھنے لگا۔

"میرے بھولے گدھے اسکا رشتہ تم سے پکا ہوا ہے۔تم دونوں کا نکاح ہونے والا ہے"۔جین نے اسکی تھوڑی کو ہلاتے ہوئے کہا۔

"سچ؟"وہ بے یقینی سے بولا

"مچ"۔

"وہ خوش ہے؟"ایک دم سے ایفا کا خیال آتے ہی وہ پوچھ بیٹھا۔

"وہ۔وہ تو شاکڈ ہے"۔ جین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ناراض ہو گی مجھ سے؟"وہ تجسس سے بولا تو جین کی رگ شرارت پھڑک اٹھی۔

"فی الحال تو سب سے ہی ناراض ہے"۔اس نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ مجھے پسند نہیں کرتی؟"زار نے بے یقینی سے پوچھا۔

"یہ تو تم اسی سے پوچھو"۔ جین نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"مجھے ڈرا رہے ہو تم"۔وہ مایوسی سے بولا۔

"تم تو ہونے والی بیوی سے ڈر رہے ہو۔جب بن جائے گی تب کیا کرو گے؟"اس نے سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں اسے کھونا نہیں چاہتا جین"۔وہ روہانسا ہو کر بولا تو جین اپنا قہقہہ ضبط نہ کر سکا۔

"وہ کہیں نہیں جارہی۔حلیہ درست کرواپنااورڈنرپرگھرملو"۔اسکے گالوں پرچٹکیاں کاٹتاوہ باہر نکل گیا۔

وہ شام کوگھرآیاتوماماکے کمرے کے باہرہی ایفاکی روتی ہوئی آوازاسکے کانوں میں پڑی۔
"مجھےاس سے شادی نہیں کرنی ہے"۔اسکی آوازپروہ ٹھٹھک گیا۔قدم جہاں تھے وہیں رک گئے۔

"کیوں؟کیابرائی ہےاس میں؟"ماماکی حیرت بھری آوازابھری تھی۔

ا
"س میں کوئی برائی نہیں ہے ماما۔وہ بہت اچھاہے"۔وہ سوں سوں کرتے ہوئے بول رہی تھی۔

"کہیں آپ کسی اورکو۔۔۔؟"روحیل نے جان بوجھ کرجملہ ادھوراچھوڑدیا۔

"بابا۔میں ایسی نہیں ہوں"۔اس کی خفاخفاآوازابھری تواس کے دل کوکچھ سکون ملا۔

New Era Magazine

"تو کیوں نہیں کرنی اس سے شادی؟" ماما نے حیرت سے پوچھا۔

"مجھے آپ کے پاس رہنا ہے۔ مجھے کہیں نہیں جانا"۔ وہ بابا کے سینے پر سر رکھ کر بولی تو ان سب کو سکون ملا۔

"کہاں جا رہی ہو تم؟ یہ ساتھ دو گھر چھوڑ کر شکیل کے گھر ہی تو جا رہی ہو"۔ روحیل نے شفقت سے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک گھر چھوڑ کر بھی نہیں جانا"۔ وہ خفگی سے بولی تو وہ مسکرا دیئے۔

"بابا کی جان جانا تو سب بیٹیوں کو ہوتا ہے نا؟"

"بابا"۔ وہ روحیل کے سینے میں منہ دیکر رو دی تو وہ دونوں بھی بیٹی کی جدائی پر اداس ہو گئے۔

ویک اینڈ پر انکا نکاح ہوا تھا۔ رخصتی اسکی سٹڈیز کے بعد ہونا تھا۔ زار بہت خوش تھا۔ ایفا کو نکاح کے بعد وہ ڈنر پر لیکر گیا تھا جہاں اس نے ایفا سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔ اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر وہ خوشی سے سرشار ہو گیا تھا۔

"زار" کھانے کے دوران اس نے اچانک اسے پکارا۔

"جی عالی جاہ!" زار نے ایک ادا سے کہا تو وہ تپ گئی۔

"زار"۔ وہ خفگی سے بولی تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا؟"

"مجھے تمہیں آپ نہیں کہنا"۔ وہ اتنی معصومیت سے بولی تھی کہ اسے اس پر بے انتہا پیار آیا۔

"اور کوئی فرمائش؟" وہ اپنی مسکراہٹ دباتا بولا۔

New Era Magazine

"تم مجھ سے لڑو گے بھی نہیں"۔وہ کانٹے کا رخ اسکی طرف کر کے بولی تو وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے پیچھے ہوا۔

"بالکل بھی نہیں"۔

"جب تک ہماری شادی۔۔۔مطلب رخصتی نہیں ہو گی تب تک تم مجھ سے ایسی فضول باتیں نہیں کیا کرو گے۔ورنہ میں تم سے ملوں گی بھی نہیں"۔اسکی بات پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"یار تم میرے اظہار محبت کو فضول کہہ رہی ہو"۔

"زار پلیز ڈرامے مت کرو۔مجھے شرم آتی ہے۔میں ٹھیک سے بات بھی نہیں کر سکتی تم سے"۔اسکی سادگی پر وہ ہنس کر رہ گیا۔

ایفا کے فائنلز چل رہے تھے جب شکیل پاکستان آئے۔زارا نہی کی طرف رہ رہا تھا۔وہ واپس آئے تو روحیل کو جواد کے متعلق بتایا۔وہ انکے گھر کے متعلق بھی پتا کروا چکے تھے۔انہوں نے روحیل کو ایک دفعہ فیملی کے ساتھ پاکستان جانے کا مشورہ دیا۔

New Era Magazine

دو ہفتوں بعد وہ سب پاکستان جا رہے تھے۔زار بہت اداس تھا۔وہ گاڑی چلا رہا تھا۔رخ ائیر پورٹ کی طرف تھا۔ تبھی ایک حادثے نے سب بدل دیا۔

زار قومہ میں چلا گیا تھا۔ماما بابا موقع پر ہی دم توڑ گئے تھے۔جین بھی قومے میں تھا۔ایفا خود اتنی زخمی تھی اوپر سے اتنے دکھ۔ڈاکٹر نے فوری اسکا ماحول چینج کرنے کے بات کی تھی تو شکیل زبردستی اسے وہاں چھوڑ گئے۔وہ روتے ہوئے سنا رہی تھی۔وہ دونوں خاموش تھے جبکہ عمر شاکڈ تھا۔وہ اتنے دونوں سے سب کچھ کیسے برداشت کر رہی تھی۔دھوکہ بھی سب نے اسے ہی دیا تھا اور باتیں بھی اسی کو سننا پڑتی تھیں۔

"جو فون پر تم سے وائلن سنتا ہے وہ تمہارا۔۔۔"۔وجدان کے سوال پر وہ آنسو پونچھتی ہلکا سا مسکرا دی۔

"جین فرمائش کرتا ہے۔زار کو سنانے کے لئے"۔

"جین یہاں کیوں نہیں آتا؟"جواد کے سوال پر اسکی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں۔

"انکل کہتے ہیں اسکے پیپرز کا ایشو ہے مگر مجھے پتا ہے وہ مجھ سے چھپا رہے ہیں۔ وہ دونوں ہی ٹھیک نہیں ہیں۔ اتنے دن نہ جین میرے بغیر رہ سکتا ہے اور نہ ہی زار مجھ سے بات کئے بغیر"۔ آنسو پھر سے بہہ رہے تھے۔ جواد نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔

"تم نے یہ سب کیوں چھپایا؟" اسکا چہرہ صاف کرتے ہوئے وہ نم لہجے میں بولا۔

"اس سے تمہیں تکلیف ہوتی۔ میں نے دیکھا ہے تم چاچو اور چچی سے بہت محبت کرتے ہو۔ ماں باپ کھونے کا دکھ کیا ہوتا ہے میں جانتی ہوں۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ تم انہیں کھو دو یا تمہارا دل ان سے برا ہو"۔

"تم ان کے بارے میں سوچ رہی ہو جنہوں نے مجھے میرے ماں، باپ، بہن، بھائی سب سے دور رکھا۔ جن کی وجہ سے میری ماں تڑپتی رہی۔ میرے باپ کو دھوکہ دیا۔ میری بہن کو ٹارچر کر رہی تھیں وہ اور تم اب تک خاموش تھیں"۔ وہ تلخی سے بول رہا تھا۔

"بہت رہ لیا میں اپنے بہن، بھائی سے، اپنے اصل سے دور۔ اب ہم ساتھ رہیں گے۔ ماں باپ کھو چکا ہوں بہن بھائی نہیں کھو سکتا"۔ جواد نے سرد لہجے میں کہتے ہوئے ایفا کو اپنے ساتھ لگا لیا۔

وجدان اور عمر جانتے تھے کہ وہ جو کہہ رہا ہے وہی کرے گا۔وہ بس ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

اگلے ہی دن جواد نے اپنی پیکنگ شروع کر دی تھی۔

"بیٹا کہیں جا رہے ہو؟"زکیہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولیں مگر اس نے جواب نہیں دیا۔

"جواد ماں کی جان کیا ہو؟پریشان کیوں ہوں؟"انہوں نے اس کے کندھے کو چھوا تو اس نے ہاتھ جھٹک دیا۔

"آپ ہیں میری پریشانی کی وجہ"۔وہ چلایا تو زکیہ حیران عہ گئیں۔

"کیا ہوا ہے جواد؟"وہ بے چینی سے بولیں۔

"مجھ سے پوچھ رہی ہیں کہ کیا ہوا ہے؟مجھے میرے ماں,باپ سے دور کر دیا آپ لوگوں نے۔میرے بہن,بھائی مجھ سے چھین لئے۔ساری زندگی وہ میرے لئے تڑپتے رہے۔میری ماں سسکتی رہی۔میرا باپ منتیں کرتا رہا۔نہ انکی زندگی میں مجھے ان سے ملنے دیا نہ ہی یہ بتایا کہ وہ مر

New Era Magazine

گئے ہیں۔میں تو اتنا بد نصیب ہوں کہ آخری وقتوں میں میں نہ تو ان کا چہرہ دیکھ سکا نہ اپنے بہن بھائی کا خیال رکھ سکا۔

میری بہن یہاں آئی تو کیا کیا اسکے ساتھ آپ سب نے۔پل پل اسے ٹارچر کیا۔وہ میری خاطر خاموش رہی اور آپ کو شے مل گئی۔مگر اب نہیں۔اب میں سب جان گیا ہوں۔جن لوگوں نے میرے رشتوں کو تڑپایا ہوان سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے۔میں اب ایک لمحے بھی یہاں نہیں رکوں گا"۔وہ تنفر سے انکے سر پر بم پھوڑتا سامان اٹھائے ایفا کے روم میں آیا تھا۔اسکا سامان لئے وہ گاڑی میں رکھ کر لوٹا تو خلیل صاحب کو سامنے کھڑے پایا۔

"جواد"۔وہ شرمندگی سے بولے تو اس نے ٹوک دیا۔

"اس سے آگے ایک لفظ مت کہیئے گا۔یہ نہ ہو کہ میں عمروں کا لحاظ بھی بھول جاوں"۔سرد مہری سے کہتا وہ ایفا کو سہارا دیتا گھر سے نکل گیا۔

وہ جواد کے ساتھ اسکے فلیٹ میں آگئی تھی۔جواد اسے ایک روم میں لے آیا تھا۔

"یہ تمہارا روم ہے۔ساتھ والا میرا ہے۔کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آواز دے لینا"۔وہ ایفا پر کمبل ڈالتے ہوئے بولا تو اس نے جواد کا ہاتھ تھام لیا۔

"میرے پاس بیٹھ جاو تھوڑی دیر"۔

"کیا ہوا ہے؟"جواد نے اسکے پاس بیٹھتے ہوئے کہا تو اس نے جواد کے سینے پر سر رکھ دیا۔

"میری وجہ سے یہ سب ہو رہا ہے۔مجھے یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا"۔وہ شرمندگی سے بولی۔

"سچائی کو تو ایک دن سامنے آنا ہی تھی نا؟اس میں تمہارا کیا قصور؟اچھا ہوا نا کہ تم یہاں آ گئیں۔مجھے میری بہن مل گئی۔اب بس بھائی سے ملنا رہتا ہے"۔اس نے ایفا کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

"انکل کی کال آئی تھی۔وہ کہہ رہے تھے وہ نیکسٹ منتھ آئینگے۔جین بھی آئے گا"۔وہ جو کے سینے پر سر رکھ کر بولی۔

"میری گڑیا خوش ہے؟"جو نے اسکا چہرہ تھامے پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

"بہت"۔

"چلو اب آرام کرو۔میں بھی سونے جا رہا ہوں۔صبح ہاسپٹل بھی جانا ہے"۔لائٹس آف کرتا وہ باہر نکل گیا۔

"کیسی ہو بہنا؟"وجدان نے اندر آتے ہوئے پوچھا۔

"ٹھیک۔آپ کیسے ہیں؟وہ خوشدلی سے بولی۔

"ٹھیک ہیں"۔

"تمہیں ہمارا یہاں آنا برا تو نہیں لگا نا؟"عمر نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے آپ لوگوں سے تو کوئی شکایت نہیں ہے"۔

"بس میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ یہ اتنی بری بھی نہیں ہے"۔وجدان نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی ہنس دی۔

"جواد کہاں ہے؟"وجدان اسکے پاس کچن میں آتے ہوئے بولا۔

"مارکیٹ تک گیا ہے"۔

"خوشبو تو بہت اچھی آرہی ہے۔کیا پکایا ہے؟"کاونٹر پر بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

"بیٹھیں میں کھانا لگاتی ہوں"۔

"لگاتی ہوں نہیں ہم ساتھ لگواتے ہیں"۔کہتے ساتھ ہی اس نے چیزیں سیٹ کرنی شروع کر دیں۔

ایفا نے اسکی مدد سے ٹیبل پر کھانا لگایا اور ان کے لئے گرم گرم روٹی ڈالنے لگی۔اتنے میں جواد بھی آگیا۔وہ سامان ایفا کو دیتے ہوئے کچن میں ہی ہاتھ دھو کر کھانا کھانے بیٹھ گیا۔

وہ چاروں کھانا کھا رہے تھے۔وجدان اور جواد آپس میں باتیں کر رہے تھے جبکہ عمر اسی کو دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے کھانا کھا رہی تھی۔

"تم ناراض ہو؟"عمر کے سرگوشی کرنے پر اس نے چونک کر اپنا سر اٹھایا۔

"ناراض ہو؟"اسکے دوبارہ سوال کرنے پر اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"آئی ایم سوری۔میں نے اتنا برا بیہیو کیا تمہارے ساتھ"۔وہ شرمندگی سے بولا تو وہ مسکرا دی۔

"اٹس اوکے"۔

"بہنا ہم تمہیں انوائیٹ کرنے آئے ہیں"۔وجدان کی بات پر اس نے حیرت سے پوچھا۔

"کس لئے؟"

"سلمان کی تاریخ رکھی جانی ہے ہفتے کو۔اسکے ساتھ ہی شام کو ہم اسکا ابٹن کریں گے کیونکہ اسکی باجی یعنی رقیہ باجی نے حج پر چلے جانا ہے۔انکی واپسی بارات والے دن ہو گی۔اسلئے ہم سب نے پلین بنایا ہے کہ ابٹن ان کے سامنے کر لیں"۔جواب اس نے تفصیلا دیا تھا۔

"میں وہاں کیا کروں گی؟ویسے بھی میرا وہاں ہونا سب کو تکلیف ہی دے گا"۔وہ سر جھکائے بولی۔

New Era Magazine

"تم ہماری بہن ہو تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی بہن کے بغیر فنکشن کر لیں؟ وجدان نے پیار سے کہا۔

"ویسے بھی تم نہیں آئیں تو جواد بھی نہیں آئے گا"۔ عمر نے بھی بات میں حصہ ڈالا۔

"جو آجائیگے"۔

"ہاں آجائیگا مگر ہماری بہن کے ساتھ ورنہ ہم سب یہاں خود آجائیں گے آپ کو لینے"۔ وجدان نے آخر میں اسے وارن کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو کسی کو جانتی بھی نہیں ہوں۔ آپکے کزن کی شادی میں میرا کیا کام؟ وہ منمنائی۔

"یار یہ ایسے نہیں مانے گی اسے اٹھا کر لے جانا پڑے گا"۔ وجدان نے جواد کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ مصنوعی خفگی سے بولا۔

"خبر دار جو میری بہن کو تنگ کیا تو۔ ہم آجائیں گے"۔

New Era Magazine

"ویسے ہم سب سے زیادہ تو دولہے میاں آپ سے ملنے میں انٹرسٹڈ ہیں۔انہوں نے جو کی بہن دیکھنی ہے۔امریکہ سے پڑھ کر آئے ہیں وہ۔خاص شادی کروانے کے لئے۔بائی داوے وہ آپکے بھی کزن لگتے ہیں"۔پھر وجدان اسے سلمان کے بارے میں بتانے لگا۔

جواد کے ہاسپٹل میں ایمرجنسی کی وجہ سے وہ سلمان کی تاریخ میں نہیں جاسکے تھے مگر وجدان رات کو ایفا کو زبردستی تیار کروا کر لے آیا تھا۔
ابٹن کا فنکشن گھر میں ہی رکھا گیا تھا۔گھر کے فرد ہی شامل تھے۔ثمر کا اسے دیکھ کر منہ بن گیا تھا جبکہ اریبہ اور رقیہ اس سے بہت پیار سے ملی تھیں۔رقیہ کی ماں نے بھی اسے محبت سے گلے لگایا تھا۔عمر اس کے ساتھ ہی تھا جبکہ وجدان سب کو چھیڑتا پھر رہا تھا۔وہ ایک صوفے پر عمر کے ساتھ بیٹھی تھی جب دولہا کو ہال میں لایا گیا۔سب لڑکے اسکے گرد بھنگڑا ڈال رہے تھے۔ایفا تو سامنے موجود ہستی کو دیکھ کر دم بخود رہ گئی تھی۔

"سلمان"۔وہ زیرلب بڑبڑائی۔
رسموں کے دوران سلمان کی نظر اس پر پڑی تو حیران رہ گیا۔وہ اسی کو دیکھ رہی تھی۔آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔تبھی اندر آتے جواد نے عمر کے ساتھ بیٹھی اپنی بہن کو دیکھا جو سلمان کو دیکھتے ہوئے آنسو بہارہی تھی۔سلمان رسمیں ادھوری چھوڑ کر اسکے پاس آیا تھا۔

"ایفا"۔وہ گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھتے ہوئے حیرت سے بولا۔اتنے عرصے بعد کسی آشنا کو دیکھ کر اسے کتنا سکون ملا تھا یہ وہی جانتی تھی۔

"سلمان بھائی"۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر لفظ نہیں مل رہے تھے۔سب انہی کو دیکھ رہے تھے۔سلمان نے اسے اپنے ساتھ لگا کر چپ کروایا۔وہ سلمان کے کندھے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔وہ اسکے سر کو تھپتھپاتے ہوئے خود بھی آبدیدہ ہو گیا تھا۔

"سلمان بھائی۔۔۔جین۔۔۔زار۔۔۔وہ مجھے کچھ نہیں بتاتے۔۔۔زار مجھ سے بات نہیں کرتا۔۔۔وہ مجھ سے بات کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔اب دو مہینے ہونے والے ہیں وہ مجھ سے بات نہیں کر رہا۔وہ ٹھیک ہے نا؟میرا جین ٹھیک ہے نا۔انکل مجھے کچھ بھی نہیں بتاتے"۔ سلمان سب سے ایکسکیوز کر کے اسے باہر لاونج میں لے آیا تھا۔رقیہ سے اس نے پانی لانے کا کہا تھا۔وہ اس سے اپنے دل کی بات کر رہی تھی۔

"سب ٹھیک ہے گڑیا۔وہ دونوں بھی آجائیں گے۔لو پانی پیو"۔سلمان نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔انکل بھی جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔ جین بھی مجھے کچھ نہیں بتاتا۔ سب جھوٹ بولتے رہتے ہیں"۔وہ سرخ آنکھیں رگڑتے ہوئے بولی۔

"صبر کرو بیٹا سب ٹھیک ہو جائے گا"۔ردا بے بسی سے بیٹے کو اور اس نازک سی لڑکی کو دیکھ رہی تھیں جو رو رو کر بے حال ہو چکی تھی۔سلمان کی وجہ سے وہ اسے جان گئی تھیں۔سلمان اسکی اور زار کی کتنی باتیں کیا کرتا تھا۔اسکے ساتھ ہونے والے حادثے کا بھی اس نے انہیں بتایا تھا۔سب خاموش کھڑے تھے۔جواد خود بے بس کھڑا تھا۔

"بھائی آپ پلیز مجھے سچ سچ بتائیں۔زار۔۔۔زار زندہ تو ہے نا۔اسے کچھ ہوا تو نہیں نا"۔وہ بے بسی سے اسکا کندھا تھامے بولی۔

"گڑیا وہ ٹھیک ہے۔زندہ ہے وہ۔ تمہیں بہت یاد کرتا ہے"۔سلمان نے اسکے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔اگر وہ ٹھیک ہوتا تو وہ یہاں ہوتا یا میں اس وقت وہاں ہوتی۔ جین بھی اسکے ساتھ ہے۔انکل کی طرح وہ بھی آپکی والی بات دوہراتا رہتا ہے۔مجھے سب سمجھ ہے۔

میرا دل کہتا ہے کہ وہ ٹھیک نہیں ہے"۔قہ بے بسی سے روتے ہوئے بولی تو سلمان کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں۔

"بیٹا مایوس مت ہو اللہ اچھا کرے گا"۔ردا نے آگے بڑھ کر اسے پیار سے خود سے لگا لیا۔کچھ دیر رونے کے بعد وہ کھڑی ہو گئی۔پیچھے مڑی تو جواد کھڑا تھا۔

"گھر چلیں"۔وہ آگے بڑھی مگر چکرا گئی۔جواد نے اسکے گرتے وجود کو تھام لیا۔

"پلیز بیٹھ جاو۔تم ٹھیک نہیں ہو۔ابھی تھوڑی دیر میں چلتے ہیں"۔جواد نے اسے صوفے پر بٹھایا۔

"کیوں اتنی ٹینشن لے رہی ہو۔وہ دونوں ٹھیک ہیں"۔جواد نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہہ دو۔میں مان جاوں گی"۔اسکی بات نے جواد کو لاجواب کر دیا۔

"وہ میرا شوہر ہے۔ مجھ سے زیادہ اسے کوئی نہیں جانتا۔ یہ بات کوئی نہیں سمجھ رہا۔ میرا دل اسکے بارے میں کبھی غلط نہیں کہتا"۔ وہ اپنا سر ہاتھوں میں گرائے بول رہی تھی۔

"ایفا گڑیا۔ ادھر دیکھو"۔ جواد اسے بلا رہا تھا مگر وہ اسکے ہاتھوں میں جھول گئی۔

اسے ہوش آیا تو وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ گردن موڑ کر دیکھا تو سامنے صوفے پر سلمان لیٹا ہوا تھا۔ ساتھ بیڈ پر کراون سے ٹیک لگائے جواد بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا۔ کافی دیر وہ چھت کو گھورتی رہی جب دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے دیکھا۔ وہاں عمر کھڑا تھا۔ آہستہ سے چلتا ہوا وہ اسکے پاس آگیا۔

"ٹھیک ہو؟" اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

"کچھ چاہیئے؟"

"میرے سر میں درد ہے۔ میڈیسن چاہیئے"۔ اسکی آواز پر جواد اٹھ گیا۔

"کیسی ہو؟"

"سر میں درد ہے بس۔ میڈیسن دے دو"۔

"تم نے کچھ نہیں کھایا۔پہلے کچھ کھالو پھر لاتا ہوں"۔جواد اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمر نے اسے بٹھا دیا۔

"تم یہاں بیٹھو میں لاتا ہوں"۔

"کیوں اتنی سٹریس لے رکھی ہے۔ماما بابا کو ملنے سے پہلے کھو دیا ہے۔ تمہیں نہیں کھو سکتا"۔ جواد نے اسکے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکراتے ہوئے بے بسی سے کہا۔

"یہ میرے اختیار میں نہیں ہے"۔جواد کو وہ انتہائی بے بس لگی تھی۔

"پلیز مجھے ایک دفعہ اس سے ملوا دو"۔اس نے جو کا ہاتھ تھامتے ہوئے منت کرتے ہوئے کہا۔ تبھی عمر کھانا لیکر اندر آیا۔اسکے پیچھے ہی وجدان بھی تھا۔

"یہ لو کھانا کھاو۔ تمہاری وجہ سے کسی نے بھی نہیں کھایا"۔ وجدان کے کہنے پر عمر نے اسے گھور کر دیکھا جو مزے سے اپنی پلیٹ بھر رہا تھا۔ جواد اسکے لئے سالن نکالنے لگا مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عمر نے وجدان کی پلیٹ میں سے پہلا لقمہ اسکی طرف بڑھایا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے۔ اتنی محبت سے دے رہا ہے کھالو۔ ویسے تم پہلی ہو جسے کھلا رہا ہے۔ ورنہ توار یبہ اور ثمر کو تو منہ ہی نہیں لگاتا"۔ وجدان کی بات پر عمر نے اسے ایک گھوری سے نوازا۔

سلمان کو جواد نے اٹھادیا تھا وہ فریش ہو کر آیا تو عمر کو اسے کھانا کھلاتے ہوئے دیکھ کر حیرت سے بولا۔

"بیٹا یہ جو محبت ہے نا اسے سنبھال کر رکھو۔ موصوفہ کے شوہر نامدار نے دیکھ لیا تو ہاتھ توڑ دیں گے"۔ وجدان کے پاس جگہ بناتے ہوئے سلمان نے کہا تو وہ حیران ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا۔

"کیوں وہ بہت خطرناک ہیں کیا؟"

"خطرناک تو نہیں ہے۔بس ایک دولوگوں کو مار چکا ہے اپنی مادام کے پیچھے"۔وہ ہنستے ہوئے بولا تو ماضی کو یاد کر کے وہ بھی مسکرادی کہ کیسے ہیری اور جان کو اس نے ایفا کو تنگ کرنے پر پیٹا تھا۔

"تمہارا ازارا اتنا خراب آدمی ہے پھر بھی تم اسے یاد کرتی رہتی ہو؟"وجدان نے بھرپور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ خراب نہیں ہے۔یہ جھوٹ بول رہے ہیں"۔

"چلو بھئی اب ہٹو میری بہن میرے ہاتھ سے کھائے گی۔تم اپنا کھاو"۔جواد نے عمر کو ہٹاتے ہوئے اسکے ساتھ بیٹھ کر اسے کھانا کھلایا۔وہ سب اسے کسی چھوٹی سی بچی کی طرح ٹریٹ کر رہے تھے۔اسے اپنے بھائیوں پر بہت پیار آیا تھا۔اگلے دن وہ اپنے گھر آ گئی تھی۔اب سلمان, وجدان اور عمر تقریبا روز ہی اس سے ملنے آتے تھے۔

ارشاد صاحب دادا کے بھائی کے بیٹے تھے۔سلمان انکا بیٹا تھا۔سلمان کے دادا کے بعد دادا ان لوگوں کو ساتھ لے آئے تھے کہ ارشاد کو اکثر بزنس کی وجہ سے باہر رہنا پڑتا تھا۔دادا نے انہیں سامنے والا گھر دلا دیا تھا۔

ارشاد صاحب کا اپنا بزنس تھا۔وہ آفس میں کام کر رہے تھے جب سلمان ان سے ملنے آیا۔

"کیا ہوا یار پریشان لگ رہے ہو؟"اس نے باپ کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"یار ایک الو کا پٹھار کھ لیا ہے۔کسی کام کا نہیں ہے۔"وہ غصے سے بولے۔

"ہوا کیا"۔

"نقشہ بنانے کو دیا تھا اتنی غلطیاں تو میں نکال چکا ہوں باقی پتا نہیں اور کتنی ہوں گی۔پرسوں جمع کروانا ہے یہ۔اب نیا کون بنائے گا؟"وہ پریشانی سے نقشے کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"اگر میں مدد کروں تو؟"اس نے کے سوال پر وہ چڑ گئے۔

"تم نے کیسے بنالینا ہے؟"

"اگر میں کسی سے بنوادوں تو؟"اسکی بات پر وہ کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

"میرے سامنے بنوادو تو ٹھیک ہے ورنہ گھر جاو"۔

"اوکے دس منٹ ویٹ کریں لاتاہوں"۔دس منٹ بعد سلمان ایفا کے ساتھ حاضر تھا۔ارشاد صاحب کسی میٹنگ میں تھے۔

"یہاں کیوں لائے ہیں بھائی؟"اس نے حیرت سے آفس کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یار ایک کام ہے۔یہ دیکھو۔اس میں غلطیاں مینشن کرکے ایک اچھاسانقشہ بنادو"۔ایفا نے کچھ سوچتے ہوئے نقشہ سلمان کے ہاتھ سے لے لیا۔
سلمان آفس میں وزٹ پر نکل گیا تھا۔ارشاد صاحب کی میٹنگ ڈیڑھ گھنٹہ چلی۔اسکے بعد وہ لنچ پر چلے گئے۔واپس آئے توسامنے ایک نازک سی لڑکی انکے آفس میں بیٹھی تھی۔

"سلمان بھائی یہ ہوگیاہے۔آپ دیکھ کر بتادیں کچھ چینجز کرنی ہیں کہ نہیں"۔وہ نقشے پر جھکی بول رہی تھی۔جب جواب نہ ملاتو گردن اٹھاکر دیکھا۔سامنے کسی اجنبی کو دیکھ کر فوراکھڑی ہوگئی۔

"کون ہیں آپ اور یہاں کیاکررہی ہیں؟"ارشاد صاحب چونکہ سلمان کے ابٹن والے دن بیرون ملک تھے تووہ اس نے نہیں مل سکے تھے اس لئے حیرانی سے پوچھ رہے تھے۔

"وہ سلمان بھائی۔۔۔"وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔

یار کیوں ڈرا رہے ہو۔یہ دیکھیں بن گیا نقشہ۔اب بتائیں؟"سلمان اندر آتے ہوئے بولا اور نقشہ باپ کے سامنے کر دیا۔

"کیسے بنایہ؟"وہ نقشہ دیکھتے ہوئے حیرت سے بولے۔

"ہاتھوں سے۔اب چائے پلوائیں اور کچھ کھلوائیں"۔سلمان کے کہنے پر وہ جلدی سے بول اٹھی۔

"نہیں مجھے گھر چھوڑ دیں بھائی"۔

"کیسے جانتے ہو تم اسے؟"ریاض صاحب نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ جواد کی بہن ہے اور زار کی وائف"۔اسکے انٹروڈکشن پر ریاض صاحب خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئے۔

"یوں کہو نہ کہ بیٹی ہے ہماری۔ بیٹھو بیٹا کھڑی کیوں ہو؟"

"آپ نقشہ بہت اچھا بناتی ہیں۔ ہمارے لئے کام کریں گی؟ ادھر ادھر کی باتیں کر کے وہ بولے تو وہ حیران رہ گئی۔

"سوری بٹ میرے پاس ڈاکومنٹس نہیں ہیں۔ نہ ہی کوئی ایکسپیرینس ہے"۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔

"لو بیٹی سے سی وی لوں گا اب؟" وہ خفگی سے بولے۔

"بیٹی کو پے تو دیں گے نا"۔ سلمان کی بات پر وہ ہنس دیئے۔

"میں کیسے جاب کر سکتی ہوں؟" وہ سلمان کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کچھ دنوں کے لئے مدد کر دو"۔

"میں اتنی دیر نہیں بیٹھ سکتی"۔

"تو ایسا کرو گھر بیٹھ کر کام کر دیا کرو"۔اسکے عزر پر انہوں نے حل پیش کیا۔

"یہ ٹھیک ہے۔چلو ڈن ہو گیا" سلمان نے بات ہی ختم کر دی اور وہ کچھ کہہ ہی نہ سکی۔

"میں کل ہی انکل کو منع کرتا ہوں۔کن فضول کاموں میں لگا دیا ہے تمہیں"۔جواد آج پھر اسے کام کرتے دیکھ کر غصے ہو رہا تھا جبکہ وہ ہنسے جا رہی تھی۔اسے ہنستا دیکھ کر وہ خفا ہوا۔

"تم مجھے سیریس نہیں لیتی ہو"۔

"کیا کروں پہلی مرتبہ بھائی سے ڈانٹ کھا رہی ہوں نا۔جبین تو مجھ سے ہی ڈانٹ کھاتا تھا" جبین کو یاد کرتے اسکی آنکھیں بھیگنے لگیں تو جواد نے بات بدلی۔

"یار کافی ہی پلا دو۔میں تو تھک گیا ہوں آج"۔تھوڑی دیر میں وہ کافی لے آئی۔تبھی ڈور بیل کی آواز پر وہ دونوں چونکے۔جواد باہر دیکھنے چلا گیا۔وہ وہیں بیٹھی اپنا کام مکمل کرنے لگی۔بار بجے کے قریب اسکے سیل پر رنگ ہوئی تو ایک مسکراہٹ اس کے چہرے پر دوڑ گئی۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ہیپی برتھ ڈے۔ہیپی برتھ ڈے۔ہیپی۔۔۔"اسکے بعد کھانسنے کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ ہنس دی۔

"جب طبیعت خراب ہے تو اتنے سر لگانے کی کیا ضرورت تھی"۔ جین کی آواز سن کر وہ چہک اٹھی تھی۔

"ٹائم پروش کیا ہے نا؟"

"ہاں"۔ابھی بارہ بجنے میں پانچ منٹ تھے مگر وہ جین کا دل نہیں توڑ سکتی تھی۔

"وہ ٹھیک ہے؟"اس نے مدھم آواز میں پوچھا۔

"ہاں سب ٹھیک ہے"۔

"تمہارے پاس ہے ناوہ؟"اس نے ایک آس سے پوچھا۔

"نہیں۔میں گھر ہوں وہ بھی کچن میں ہوں"۔ جین کی آواز پر خاموشی چھاگئی۔وہ بولی تو اسکے لہجے میں دکھ ہی دکھ تھا۔

"میں اتنی بری ہوں کہ وہ مجھے وش بھی نہیں کر سکتا؟"اسکے سوال پر خاموشی چھاگئی تھی۔وہ بناآواز آنسو بہاتی رہی۔جین نے ایک نظر سامنے پڑے وجود پر ڈالی۔

"بس اپنی امپورٹنس دکھارہاہے"۔ جین نے لہجے کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"اسے کہو مجھ سے ایک بار بات کرلے۔میں جانتی ہوں وہ تمہارے پاس ہے۔مجھے سن رہا ہے۔اسے کہو یہ کیوں بھول رہاہے کہ میں اسکی سانسوں کو محسوس کرسکتی ہوں۔کہواسے کہ صرف یہ ہی مجھ سے محبت نہیں کرتامیں بھی اس سے محبت کرتی ہوں۔اسے کہو جین۔۔۔ اسے کہوکہ یہ مجھے تکلیف دے رہاہے۔اسے کہوکہ یہ آجائے ورنہ تمہاری بہن مر جائے گی" وہ سسکتے بلکتے جین سے بات کررہی تھی۔جین ہی وہ شخص تھا جس کے سامنے وہ اپنادل کھول کررکھ دیتی تھی۔جواداس سے بہت محبت کرتاتھا مگر پھر بھی وہ اس سے اس طرح بات نہیں کرتی تھی۔

"بہت جلد اس گدھے کو تمہارے سامنے لا کر کھڑا کر دوں گا۔ پھر سارے آنسوؤں کا حساب لے لینا"۔ جین نے محبت سے کہا۔ تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد کال بند ہو گئی۔ دونوں ہی ماں باپ کو یاد کر کے اداس ہو گئے تھے۔ اس نے آنسو صاف کئے اور چیزیں سمیٹنے لگی۔ کافی کے خالی کپ باہر لیکر آئی تو لاؤنج میں اندھیرا تھا۔

"شاید جواد نے لائٹس آف کر دی ہوں"۔ اس نے سوچتے ہوئے لائٹس آن کی تو ایک شور مچ گیا۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو"۔ بہت سے سر بکھرے تھے۔ عمر، وجدان، جواد، سلمان، ردا، ارشاد صاحب سب نے اسے سرپرائز دیا تھا۔ وہ حیران کھڑی تھی۔

"ہم نے سوچا اپنی بیٹی کو وش کر آئیں"۔ ردا نے پیار سے اسے خود میں سمیٹتے ہوئے کہا تو اسے ماما یاد آ گئیں۔ کچھ آنسو ردا کے بالوں میں گم ہو گئے۔ اس نے خود کو کمپوز کیا۔ کیک کاٹ کر وہ سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ردا بہت ساری چیزیں لائی تھیں۔ وہ اسکے ساتھ مل کر ٹیبل سجا رہی تھی۔ جو نے اسے پکڑ کر ایک طرف صوفے پر بٹھایا۔

"یہ لو تمہارا گفٹ"۔ عمر نے ایک خوبصورت سی ریسٹ واچ اسے دی تھی۔ جسے اس نے تھینک یو کہہ کر قبول کر لیا۔ سلمان نے اسے بہت خوبصورت سوٹ دیا تھا۔ ردا نے ایک قیمتی شال۔ ارشاد صاحب نے پیسے دیئے۔

"کنجوس آدمی تمہارا گفٹ کہاں ہے؟" وجدان نے جواد کو کہا جو مسکراتا ہوا اسکے پاس آ بیٹھا۔ اس نے ایک خوبصورت سا پینڈینٹ اسکے گلے میں پہنا دیا۔

"بہت خوبصورت ہے یہ"۔ وہ اس پر انگلیاں پھیرتے ہوئے بولی۔

"میری بہن پر اور بھی خوبصورت لگ رہا ہے"۔ جواد نے اسکی سرخ آنکھوں کو چومتے ہوئے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ جین سے بات کر کے آئی ہے اور ماما بابا کی وجہ سے اپ سیٹ ہے۔

"یار تم نے بھی گفٹ دینا ہے کہ نہیں؟" عمر نے وجدان کی کمر پر دھپ لگا کر کہا جو ان دونوں بہن بھائی کا پیار دیکھ رہا تھا۔

"مجھے کچھ دینا نہیں ہے بلکہ لینا ہے"۔ وہ گھٹنوں کے بل چلتا ہوا ایفا کے پاوں کے پاس بیٹھ گیا۔

"تم توہو ہی سدا کے فقیر۔ کبھی تو دل بڑا کر لیا کرو"۔ جو نے غصے سے کہا۔

"جو مانگوں گا دو گی؟ وجدان نے اسکی گہری کالی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس نے جواد کی طرف دیکھا وہ بھی عمر کو ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے پھر سے اس کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے تمہارا ڈھیر سارا پیار چاہیئے۔ جیسے تم اس کھڑوس سے کرتی ہو"۔ اس نے جواد کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"میری کوئی تمہارے جیسی بہن نہیں ہے نا تو جب تم اسکا خیال رکھتی ہو تو مجھے بہت اچھا لگتا ہے"۔ اس کے معصومیت سے کہنے پر وہ مسکرا دی۔

"آپ بھی تو میرے بھائی جیسے ہیں"۔ وہ اپنے مخصوص شیریں لہجے میں بولی۔

"بھائی جیسا عمر کو بنالو۔ مجھے بھائی بنالو"۔ اسکی بات پر جواد نے قہقہہ لگایا تھا وہ بھی مسکرائی تھی۔ اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی سلمان اٹھ کر وجدان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

"دھیان رکھنا اسکا شوہر اسکو لیکر بہت ہی زیادہ پوزیسو ہے۔ یہ نہ ہو سالے صاحب پسند نہ آئیں اور وہ انکا منہ ہی توڑ دے"۔ سلمان کے چھیڑنے پر ایفا مسکرا دی۔نہ جانے کتنی یادیں تھیں جو ایک ہی پل میں آنکھوں کے سامنے گھوم گئی تھیں۔

"میرے بھائی کو تنگ مت کریں"۔اس نے نرم لہجے میں کہا تو وہ ایک ہی جست میں نہ صرف صوفے پر بیٹھ گیا بلکہ اسے اپنے ساتھ بھی لگا لیا۔
"مجھے تمہارے جیسی کیوٹ سی بہن چاہیئے تھی۔اس بات پر بچپن سے ڈانٹ بھی کھاتا آیا ہوں۔اب جا کر ملی ہے"۔

وہ سب مل کر رات گئے تک باتیں کرتے رہے تھے۔ عمر اسکے ساتھ ہی بیٹھا تھا مگر وہ نہ محسوس طریقے سے کھسک کر جواد کی طرف ہو گئی تھی۔ کسی نے یہ بات نوٹ نہیں کی تھی سوائے جواد کے جسے اپنی بہن پر بہت پیار آیا تھا۔ سارا وقت وہ اسکے گرد بازو پھیلائے بیٹھا رہا تھا۔ وجہ ایفا جانتی تھی۔ وہ اسکی اس احتیاط پر مسکرا دی۔

سلمان کی دعوت پر جواد اور ایفا اسکے گھر آئے تھے۔ سب کزنز جمع تھے۔ ہنیزہ سلمان کی منگیتر تھیں۔ وہ ان سے پہلی مرتبہ مل رہی تھی مگر وہ اسکے بارے میں ہر بات جانتی تھی۔ کچھ یہی

حال ہنیزہ کا بھی تھا۔وہ اسکی طرف آئی جو ثمر اور اریبہ کے درمیان کھڑی تھی۔اسکے سلام کرنے پر ثمر کے چہرے پر ناگواری دوڑ گئی۔

"ان سے ملیں ہنیزہ بھابھی۔یہ ہمارے خاندان کا وہ شاہکار ہیں جن کے قدموں میں ہمارے خاندان کا ہر لڑکا پایا جاتا ہے"۔ثمر کی بات پر اسکے چہرے پر ایک سایہ لہرا گیا تھا۔ہنیزہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔

"یہ ہیں ہی اتنی پیاری کہ لوگوں کو خود ان سے محبت ہو جاتی ہے"۔ہنیزہ نے پیار سے اسکے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"انکی معصومیت پر مت جایئے گا۔عمر جیسے بندے کو اپنی زلف کا اسیر کر چکی ہیں۔آپکے ہونے والے شوہر کی بھی پرانی آشنائی ہے ان سے"۔ثمر کے طنز پر وہ ایکسکیوز کرتے مڑنے لگی تو سلمان سے ٹکرا گئی جو انکی باتیں سن چکا تھا۔ایفا نے بہت مشکل سے خود پر کنڑول کیا۔

"ہنیزہ سے ملیں؟"سلمان نے اسے مخاطب کیا تو وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

"ہنیزہ ان سے ملو۔یہ ہیں میری خوبصورت سی معصوم سی بہن اور میری بھابھی بھی"۔سلمان نے اسکا تعارف کروایا جو زمین کو دیکھتی اپنے آنسو پی رہی تھی۔

New Era Magazine

"جتنا میں نے انکے بارے میں سنا تھا یہ اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں"۔ہنیزہ نے بھی اسکی تعریف کی جو پنک ڈریس میں سادہ سے حلیے میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"آج آپ کے لئے ایک بہت خوبصورت سرپرائز ہے ہمارے پاس"۔ہنیزہ نے اسکا چہرہ اوپر کرتے اسکی بھیگی پلکوں کو صاف کرتے ہوئے کہا تو اس نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ہنیزہ نے اسکا رخ ہال کے دروازے کی طرف کیا جہاں جین کھڑا تھا۔وہ کچھ بھی سمجھنے کے قاصر تھی۔ جین نے ہاتھ پھیلائے تو وہ بھاگتی ہوئی اسکے سینے سے جا لگی۔

"آہستہ بہنا بھائی اب لنگڑا ہے تمہارا بوجھ نہیں اٹھا سکتا" جین نے اسکے ماتھے کو چومتے ہوئے کہا۔وہ کچھ بھی کہے بنا اسکے سینے سے لگی روئے جا رہی تھی۔ جین نے اسکے گرد اپنے بازوں کا حصار قائم کر دیا۔وہ چوکھٹ کا سہارا لئے کھڑا تھا۔ایفا اسکا چہرہ, اسکے کندھے, اسکے ہاتھ چومے جا رہی تھی۔سب تو جین کو دیکھ کر ہی دنگ رہ گئے تھے جو ہو بہو جواد کا ہمشکل تھا۔بس اسکے چہرے پر زخموں کے نشان تھے۔

"بس کرو ایفا وہ زیادہ دیر کھڑا نہیں ہو سکتا"۔جواد نے پیار سے اسے جین سے الگ کیا۔

"زار کہاں ہیں؟" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"بھائی سے مل چکو تو میرے بیٹے کا خیال آئے نا"۔انکل کی آواز اسکے کان میں پڑی تو اس نے پیچھے دیکھا۔ایک کمزور سا وجود وہیل چیئر پر بیٹھا تھا۔اسکے دائیں ہاتھ پر بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔اسکے چہرے پر برسوں کی تھکن تھی۔وہ نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔ایفا لڑکھڑاتے قدموں سے اسکے پاس گئی۔

"زار"۔بے یقینی سے کہتے اس نے زاویار کے کندھے پر ہاتھ لگایا اور ہوا میں جھول گئی۔

اسے ہوش آیا تو وہ کمرے میں تھی۔بیڈ پر جواد اور جین بیٹھے تھے۔وہ اٹھی تو وہ دونوں اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

"زار"۔

"ٹھیک ہے وہ انکل گھر لے گئے ہیں"۔جواد نے اسے پانی کا گلاس تھماتے ہوئے کہا۔

"مجھے زار کے پاس لے چلو"۔وہ بے چینی سے بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی۔

"چلو۔ لیکن تم خود کو کمپوز کر کے ملو گی اس سے"۔ جواد اسے سمجھاتا ہوا گاڑی تک لایا تھا۔ جین بھی اسکے ساتھ ہی تھا۔ وہ پیچھے ایفا کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ ایفا نے اسکے کندھے پر سر رکھ لیا۔

"وہ قومہ میں تھا ایفا۔ ہر وقت تمہارا ہی نام لیتا رہتا تھا۔ تمہارا وائلن اور گانا سن کر خاموش ہو جاتا تھا۔ پچھلے ہفتے ہی اسے ہوش آیا تھا۔ وہ تم سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے لگتا ہے جو ہوا اسکی غلطی سے ہوا ہے۔ اسکی جو حالت ہے وہ اسے ایکسیپٹ نہیں کر رہا ہے۔ بہت مشکل سے مانا ہے یہاں آنے کے لئے۔ اب تمہیں اسے سنبھالنا ہے۔ اس دن وہ واقعی سب سن رہا تھا۔ اسی لئے یہاں آیا ہے"۔ جین آہستہ آہستہ نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔ اس نے آنکھیں اٹھا کر اپنے بھائی کو دیکھا جو اس حادثے کے بعد کتنا بدل گیا تھا۔ اسے وہ لاابالی سا جین تو نہیں لگ رہا تھا۔

وہ واپس آئے تو انکل انہی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ ان کے گلے لگ گئی۔

"وہ اتنی تکلیف میں تھا اور آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں"۔ انکے سینے پر سر رکھے وہ اتنا ہی کہہ پائی۔

"بغیر بتائے ہی تم نے اپنی حالت اتنی خراب کر لی ہے جان کر تو مر ہی جاتیں"۔ انکل نے اسے پیار کرتے ہوئے چھیڑا۔

جواد جین کو اپنے روم میں لے آیا تھا۔انکل گیسٹ روم میں آرام کرنے چلے گئے۔زارا سی کے کمرے میں تھا۔

وہ آہستہ سے دروزہ کھول کر اندر آئی تو اسے بیڈ پر لیٹا پایا۔آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ اسکے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی۔اسکی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔وہ زار کے سینے پر سر رکھ کر اسکی شرٹ بھگونے لگی۔زار ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔وہ ابھی بھی اسکے سینے سے لگی تھی۔

"زار میں نے آپکو بہت مس کیا۔ماما ٹھیک کہتی تھیں کہ میں زار کی دیوانی ہوں۔میں نے آپکا اتنا انتظار کیا۔آپکی کال کا اتنا ویٹ کیا"۔اسکے کندھے پر ماتھا ٹکائے وہ بتا رہی تھی۔

"آپکو کیا اب میں اچھی نہیں لگتی؟ کیوں اپنی ایفا کو پریشان کر رہے ہیں۔کچھ تو کہیں"۔وہ کرب سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"پیچھے ہٹو اور یہاں سے چلی جاو"۔سرد لہجے میں کہتا وہ رخ موڑ گیا تھا۔

"نہیں جاوں گی میں۔اتنے دن آپکے بغیر میں کیسے رہی ہوں یہ میں ہی جانتی ہوں۔میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ میرے بغیر کیسے رہے ہوں گے۔اب میں آپکو کہیں نہیں جانے دوں

گی"۔اسکے سینے سے لگی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔کمرے میں اسکی سسکیاں گونج رہی تھیں۔زار کیسے سے روتا ہوا دیکھ سکتا تھا۔

"میری بات سنو۔اب میں تمہارے قابل نہیں رہا ہوں۔میرے پاوں ٹھیک ہو جائیں گے مگر میرا ہاتھ اسکے ٹھیک ہونے کے چانسز بہت کم ہیں"۔وہ کرب سے آنکھیں میچتے ہوئے بولا۔ ایفا ششدر سی اسے دیکھے گئی۔

"ہم دونوں میاں بیوی ہیں مگر ہمارے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں ہے۔تمہیں میرے ساتھ بندھے رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔تمہارے سامنے ابھی پوری لائف ہے۔میں جلد ہی تمہیں اس بندھن سے آزاد کردوں گا"۔اسکی بات پر صدمے سے ایفا منہ کھولے اسے دیکھتی رہی پھر ایک زوردار تماچہ اسکے منہ پر ماردیا۔

"میری محبت,میری وفا,میرے انتظار کا یہ صلہ دے رہے ہو۔تمہاری زندگی کے لئے دن رات دعائیں کیں۔تمہارے بغیر ایک دن سکون سے نہیں گزارا اور تم یہ بکواس کررہے ہو"۔ وہ روتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔زار کے لئے اسے ایسے دیکھنا کب آسان تھا۔وہ تو بس اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا جو اسکے ساتھ رہ کر نا ممکن تھا۔

جواد صبح اٹھ کر آیا تو ایفا کو صوفے پر پڑے دیکھا۔اسے اٹھانے کے لئے اسکا ہاتھ چھوا تو وہ بری طرح جل رہا تھا۔

"ایفا۔آنکھیں کھولو"۔اس نے فکر مندی سے کہا اور اسے اسکے کمرے میں لے گیا۔زار پہلے ہی جاگ رہا تھا۔ایفا کو ایسے دیکھ کر اسکے دل پر مکا لگا تھا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟"فکر مندی سے کہتا وہ سیدھا ہوا تھا۔

"تیز بخار ہے اسے"۔جواد اس پر کمبل ڈالتا کمرے سے نکل گیا۔زار نے اسکا ماتھا چھوا جو تپ رہا تھا۔جواد اس کے ماتھے پر پٹیاں رکھنے لگا۔شام تک اسکا بخار کچھ کم ہوا تو وہ کمرے سے نکل گئی۔رات کو بھی اس نے انکل کو زار کے پاس سونے کا کہہ دیا تھا۔وہ اسکی شکل دیکھ کر ہی سمجھ گئے تھے کہ زار نے ہی کچھ کہا ہے۔

"کیا کہا ہے تم نے اسے؟"شکیل نے زار کو ڈپٹتے ہوئے پوچھا۔

"جو بھی کہا ہے ٹھیک ہی کہا ہے"۔وہ بے بسی سے بولا تو وہ چیخ اٹھے۔

"بکواس مت کرو۔کیوں خود کو اور اسے تکلیف دے رہے ہو"۔

"میرے ساتھ رہ کر اسکی زندگی کونسا سنور جائے گی؟"وہ تمسخرانہ مسکرایا۔

۔کیوں مایوس ہو رہے ہو؟وہ محبت کرتی ہے تم سے۔اسی کی دعاوں سے زندہ ہو۔اسکی دعاوں سے ٹھیک بھی ہو جاوگے"۔شکیل بیٹے کی حالت دیکھ کر اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔

"کب تک؟تب تک کیا اسے آزمائش میں ڈالے رکھوں؟میں اسے خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔میرے ساتھ رہ کر اسے خوشی نہیں ملے گی"۔وہ چڑ کر بولا تھا۔آواز اونچی تھی کہ عمر جو اس سے ملنے آرہا تھا اسکی ساری باتیں سن چکا تھا۔وہ تیزی سے اندر آیا۔

"تمہارے ساتھ نہ رہ کر اسے خوشی مل گئی ہے؟یہاں سب کے درمیان رہ کر بھی اسے ایک ہی نام یاد تھا۔تمہارا نام۔ہم سب نے سب سے بڑھ کر جواد نے اسے اتنی محبت دی پھر بھی اسے تمہاری ضرورت تھی۔تمہاری محبت کی ضرورت تھی۔اب جب وہ خوش ہے کہ اسے اسکا زار مل گیا ہے تو تم اس سے اسکی زندگی چھین لو۔ایک ہی دفعہ مار دو اسے۔روز روز جو ازیت سہتی ہے اس سے تو یہی بہتر ہے"۔عمر اس پر چلایا تھا۔

"تم کچھ نہیں جانتے ہوں"۔وہ بے بسی سے بولا۔وہ خود کب اس کے بنا رہ سکتا تھا۔

"سب جانتا ہوں میں۔اسکی آنکھوں میں سب دیکھا ہے میں نے۔تمہاری لئے محبت, انتظار, تڑپ سب کچھ۔اسے تم سے محبت کرنے کی اتنی بڑی سزامت دو"۔وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"میں اسکا مجرم ہوں۔میں نے اس سے اسکی خوشی, اسکے پیرینٹس چھین لئے ہیں"۔زار سر ہاتھوں میں گرائے رو دیا تھا۔

"یہ سب ایسے ہی لکھا تھا۔تم نہ ہوتے تو کوئی اور ہوتا۔ہونا تو یہی تھا نا۔تو پھر خود کو کیوں ذمے دار سمجھ رہے ہو۔وہ تم سے اتنی محبت کرتی ہے کہ خدانہ کرے اگر تم ٹھیک نہ ہو تو بھی وہ تمہارے ساتھ خوش رہے گی"۔عمر اسکے ساتھ بیٹھا اسے سمجھا رہا تھا۔زار اسکے ساتھ لگا رو دیا۔

"یار میری بہن بہت نازک ہے اسے مت توڑو۔پہلے ہی اس نے یہاں بہت کچھ فیس کیا ہے۔اسے تمہاری ضرورت ہے"۔عمر نے اسکا ہاتھ تھامے التجا کی تھی۔زار کو اسکی آنکھوں میں ایفا کے لئے پیار ہی پیار دکھا تھا۔بالکل ویسا جیسا جین کی آنکھوں میں تھا۔

"بہت تیز ہے وہ جہاں بھی جاتی ہے میرے سالے ڈھونڈ لاتی ہے"۔زار نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تو عمر ہنس دیا۔

"چلو باہر لاونج میں چلتے ہیں"۔عمر اسے لاونج میں لے آیا جہاں جواد کی گود میں سر رکھے وہ لیٹی شاید سو رہی تھی۔جین بھی وہیں بیٹھا کوئی میگزین دیکھ رہا تھا۔وجدان ایفا کے سونے کی وجہ سے خاموش تھا مگر بولنے کے لئے بے تاب تھا۔زار کو دیکھتے ہی اسکے پاس آ بیٹھا۔

"شکر ہے آپ آ گئے۔آپکی بیوی کی وجہ سے پچھلے دس منٹ سے خاموش بیٹھا ہوں"۔وہ سرگوشی کرتے ہوئے بولا تو زار نے ایک نظر سوتی ہوئی ایفا پر ڈالی۔

"یہ آپ اتنی آہستہ کیوں بول رہے ہیں؟"جین نے وجدان کو سرگوشی کرتے ہوئے دیکھا تو حیران ہو کر بولا۔

"ہماری بہن سو رہی ہے شاید"۔وجدان نے اسے یاددہانی کروائی۔

"تو؟اسکے سامنے توڈھول بھی بجالو تو یہ نہیں اٹھے گی"۔ جین ہنستا ہوا بولا تو زار بھی مسکرادیا کہ بیماری میں تو وہ گدھے گھوڑے سب بیچ کر سویا کرتی تھی۔

"سچ میں یونہی خاموش بیٹھا ہوا تھا"۔ وجدان نے چہک کر کہا۔اس سے پہلے جو ادا سے چپ کرواتا ایفا ہر بڑا کر اٹھ گئی۔زار اور جین نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔وجدان کبھی ایفا کو تو کبھی جین کو دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے سب"۔جو نے اسے نرمی سے کہا تو وہ اسکے سینے سے لگ کر رو دی۔

"کیا ہوا ہے؟کسی نے کچھ کہا ہے؟"جو نے نرمی سے اسکے بال سہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا؟میری بہن ایک فضول سی لڑکی کی باتوں کا اتنا اثر لے گی مجھے پتا نہیں تھا"۔سلمان نے اندر آتے کہا تو اس نے سب کی موجودگی محسوس کر کے آنکھیں صاف کر لیں۔

"کس کی بات کر رہے ہو؟"جو نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔میں چائے لاتی ہوں"۔وہ بات ٹالتے ہوئے آ ٹھی۔

"ارے بیٹھو نا۔چائے عمر بناتا ہے"۔وجدان کے کہنے پر وہ بامشکل مسکرادی۔

"کوئی بات نہیں میں لاتی ہوں"۔وہ زار کے سامنے نہیں رہنا چاہتی تھی سو اندر آگئی۔جواداب سلمان سے کل ہونے والی بات کی تفصیل پوچھ رہا تھا۔جین اور زوار کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے جا سکتے تھے۔

"وہ ہوتی کون ہے میری بہن کے کردار پر انگلی اٹھانے والی"۔جین نے تلخی سے کہا تھا۔

"تم تو بھائی کہتے ہو خود کو اس کا تم نے کچھ نہیں کہا اسے ؟"زار نے ملامتی نظروں سے سلمان کو دیکھا۔

"یار تم لوگ آنے والے تھے میں ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا تھا"۔سلمان نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میری بہن سے کبھی کسی نے کوئی تلخ بات نہیں کی۔یہاں رہ کر پتا نہیں کیا کچھ سہتی رہی ہے۔مجھے اسے یہاں بھیجنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔جین نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

وہ چائے لائی تو عمر نے سب کو چائے سرو کی۔ وہ اپنا کپ اٹھائے جو کے پاس بیٹھنے لگی تو جین نے اسے اپنے سامنے بٹھالیا۔

"فضول لوگوں کی باتیں سن کر اپنی کیا حالت بنالی ہے تم نے۔ ہمارا کوئی احساس نہیں ہے تمہیں؟ ایک دفعہ مجھے کہتیں کہ یہاں کے لوگوں کا رویہ کیسا ہے میں خود تمہیں یہاں سے لے جاتا"۔ وہ افسوس سے کہہ رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہیں میرے ساتھ"۔ وہ آہستہ سے بولی۔

"تبھی تم یہاں اس گھر میں موجود ہو۔ ہمیں آئے دوسرا دن ہے اور کوئی ہم سے ملنے نہیں آیا۔ مجھے خود ہی نہیں بھولنا چاہیئے تھا کہ جو لوگ ہمارے ماں باپ کے نہیں ہوئے وہ ہمارے کیا ہوں گے"۔ وہ تلخی سے بول رہا تھا۔ سب خاموش بیٹھے تھے۔

"جین پلیز ایسے باتیں مت کرو۔ مجھے اپنا بھائی چاہیئے۔ وہ ایسا نہیں تھا"۔ ایفا نے سر جھکائے آنسو بہاتے کہا تو اس نے ایفا کے ہاتھ تھام لئے۔

"آج تک میں سب ماما بابا کے لئے برداشت کرتا رہا۔کوئی تمہیں کچھ کہے گا یہ میں برداشت نہیں کروں گا۔تم جانتی ہو یہ"۔جین نے نرمی سے اسکے آنسو صاف کئے۔

"مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔انہوں نے بابا کے ساتھ برا کیا ہے تو میرے ساتھ اچھا کیسے کرتے"۔

"ہوں۔اب ہم یہاں نہیں رہیں گے"۔جین نے اطمینان سے کہتے بہت سے لوگوں کا سکون چھین لیا تھا۔

"ایفا تم واقعی چلی جاو گی؟"وہ کھانا بنا رہی تھی جب جواسکے پاس آیا۔

"کیا مطلب؟"وہ نا سمجھی سے بولی۔

"تم جین کے ساتھ چلی جاو گی؟میں بھی تو تمہارا بھائی ہوں نا۔مجھے بھی تو تمہاری ضرورت ہے نا"۔وہ۔روہانسا ہو کر بولا۔

"جو کیا ہو گیا ہے۔ایسے کیوں کہہ رہے ہو؟ میں یا جین تمہیں کیوں چھوڑیں گے بھلا؟" وہ سب چھوڑ کر اسکے پاس آگئی تھی۔

"تم اسے کہو نا ہم یہیں رہیں گے۔ یہیں گھر لے لیں گے۔ جہاں وہ کہے گا رہیں گے۔ جس بھی شہر میں کہے گا وہیں رہیں گے۔ پلیز میرے اندر حوصلہ نہیں ہے اب تم دونوں کو کھونے کا"۔ وہ ضبط سے سرخ پڑتا کہہ رہا تھا۔

یار میں تم سے پورے پانچ منٹ چھوٹا ہوں اور تم بجائے مجھ سے بات کرنے بلکہ حکم دینے کے اسے سفارشی بنا رہے ہو"۔ جین نے اسکے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے کہا تو جو اس سے لپٹ گیا۔

"کیا ہو گیا ہے یار اتنی محبت نہ کرو ورنہ محترمہ جل بھن جائیں گی"۔اس نے ایفا کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"بکو مت"۔

"اللہ ان کا پیار سلامت رکھے۔ دروزے پر کھڑے انکل نے دل سے دعا دی تھی"۔

New Era Magazine

زار سے ایفا نے اس دن کے بعد سے کوئی بات نہیں کی تھی۔سب کے سامنے وہ اس کے پاس بیٹھ جایا کرتی تھی مگر بولتی پھر بھی نہیں تھی۔ جین نے یہ بات اچھے سے محسوس کی تھی۔

"ایفا چلو آئسکریم کھانے چلتے ہیں"۔وہ کچن سمیٹ رہی تھی جب عمر وہاں آیا۔

"اس وقت کون جارہا ہے؟"اس نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے کہا جہاں رات کے بارہ بج رہے تھے۔

"ہم سب جارہے ہیں۔اب چلو بھی بہنا"۔وجدان اسے کہہ کر باہر نکل گیا۔

ایفا عمر کے ساتھ باہر آئی تو وجدان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔اسکے ساتھ جین تھا پیچھے زار بیٹھا تھا۔عمر بھی جلدی سے ایک سائیڈ سے زار کے ساتھ آکر بیٹھ گیا تو اسے مجبوراً دوسری طرف بیٹھنا پڑا۔ جین نے شیشے سے عمر کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

گاڑی آئسکریم پارلر کے پاس رکی تو وجدان آڈر دینے چلا گیا جبکہ جین اور عمر باہر نکل گئے۔وہ انگلیاں چٹخاتی باہر دیکھنے لگی۔زار نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کتنی دفعہ کہا ہے یہ منحوس کام مت کیا کرو"۔اس نے نرمی سے کہا۔ایفا نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔

"سوری کروں گا تو مان جاو گی؟"زار نے اسکے کان میں سرگوشی کی مگر وہ خاموش رہی۔وہ جانتا تھا کہ وہ منہ پرے کئے رو رہی ہے۔

"میں صرف تمہیں اپنے ساتھ باندھنا نہیں چاہتا تھا۔تم ایک اچھی لائف ڈیزرو کرتی ہو جو مجھ جیسے انسان کے ساتھ یہ ممکن نہیں ہے۔بٹ کیا کروں اگر تم راضی ہو تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔زار نے اسکے کندھے پر سر رکھتے کہا تو وہ تڑپ کر مڑی تھی۔

"زار ایسے مت کہا کریں۔میں مر جاوں گی۔آپ میرے لئے سب کچھ ہیں"۔زار کا چہرہ ہاتھوں میں لئے وہ آنسو بہاتے ہوئے بولی۔زار نے اپنا ہاتھ اسکے گرد پھیلا دیا۔
"آئی لو یو"۔زار نے اسکے کان میں سرگوشی کی تو وہ مسکرا دی۔ساری ناراضگی دور ہو گئی تھی۔
ایفا کو لگا اب اسکی زندگی میں سب ٹھیک ہو گیا ہے۔

تین ماہ بعد۔

زار کا آپریشن ہونا تھا۔وہ اسے لیکر امریکہ جا رہے تھے۔جانے سے پہلے سب ان سے ملنے آئے تھے۔وہ کچن میں سب کے لئے چائے بنا رہی تھی جب زار عمر، جین اور جو کو لئے کمرے میں آگیا۔ان کے درمیان کیا بات ہوئی وہ نہیں جانتی تھی مگر عمر پھر وہاں رکا نہیں۔

وہ لوگ امریکہ آگئے تھے۔زار کا دو بجے آپریشن تھا۔آپریشن سے پہلے وہ اسی کے پاس بیٹھی تھی۔

"ایک بات مانو گی؟"زار نے فرمائش کی تو وہ مسکرا دی۔

"کوئی الٹی سیدھی بات مت کرنا"۔

"یار آج تو مان جاو"۔وہ روٹھتے ہوئے بولا

"کہو"۔

"اگر مجھے کچھ ہو گیا تو میری وصیت پر عمل کرنا۔یہ میری آخری خواہش ہے۔مجھے امید ہے تم انکار نہیں کرو گی"۔اسکی خلاف توقع بات پر وہ سانس لینا بھول گئی۔

"زارا ایسا مت کہیں۔آپکی ایفا آپکے بنا کیسے رہ سکتی ہے"۔

"میں کہاں جا رہا ہوں۔بس ایک خوف ہے اسی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔میرے بعد تمہی نے بابا کو سنبھالنا ہے"۔

"بس کر دو زار۔کیوں مارنا چاہتے ہو مجھے"۔اسکی بات پر وہ رو دی۔

"اچھا ناراض مت ہو مذاق کر رہا ہوں۔ادھر آو۔جانے سے پہلے گلے نہیں لگو گی"۔وہ اس کے سینے سے لگی پچھلی باتیں کرتی رہی۔زار بس اسکی کمر سہلاتا سنتا رہا۔پھر اسے آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔

ہر گزرتے پل کے ساتھ اسکا دل بوجھل ہو رہا تھا۔سجدے میں گرے وہ اسکی زندگی کی دعا مانگ رہی تھی۔

آپریشن درمیان میں ہی رک گیا تھا۔سب باہر آ گئے تھے۔انکل اور جواد تیزی سے ڈاکٹر کی طرف بڑھے جنہوں نے ان کے سر پر بم پھوڑا تھا۔آپریشن کے دوران کارڈیک اریسٹ کی وجہ سے وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔جواد کو کچھ گرنے کی آواز آئی تھی۔پیچھے مڑا تو ایفا زمین پر پڑی تھی۔

دو دن بعد وہ ہوش میں آئی تھی۔

"زار۔زار۔" وہ دیوانہ وار اسی کو پکار رہی تھی۔

"ایفا۔صبر کرو"۔جین نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"وہ مجھے بلا رہا ہے جین۔مجھے اسکے پاس جانا ہے"۔

"وہ چلا گیا ہے ایفا۔ہم سب کو چھوڑ کر چلا گیا ہے"۔وہ روتے ہوئے بولا۔

"وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔میں نے کہا تھا اسے ایسی باتیں مت کرے۔اسے کہو واپس آجائے"۔وہ اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔شکیل خود سکتے میں آ گئے تھے۔

"جین تمہاری بات مانے گا وہ۔کہو تم اسے کہ واپس آجائے"۔وہ امید بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"سلمان بھائی۔جین انہیں کہو اسے بلائیں۔کوئی پلیز بلا دو زار کو"۔وہ ہذیانی ہو رہی تھی۔ڈاکٹر نے اسے سکون کا انجیکشن لگا دیا۔

انکل خود جوان بیٹے کی موت پر ٹوٹ گئے تھے۔جین نے انہیں سنبھال رکھا تھا۔

New Era Magazine

"میں نے سوچ لیا ہے۔اب ہم ایک لمحہ بھی یہاں نہیں رہیں گے۔یہ جگہ ہی منحوس ہے۔ پہلے ماما, بابا اور اب زار"۔ جین کہتے ہی جو کے گلے جا لگا۔

دو دن بعد وہ لوٹ آئے تھے۔وہ گئے پانچ تھے لوٹے چار تھے۔ان میں بھی ایفا تو ایک زندہ لعش کی مانند ہو گئی تھی جسے جو سنبھالے ہوئے تھا۔انکل اور جین خود غم سے نڈھال تھے۔ ائیر پورٹ پر عمر, وجدان, سلمان, ردا, ارشاد صاحب موجود تھے۔ایفا کی حالت دیکھ کر سب پریشان ہو گئے تھے۔سب اس سے ملے تھے مگر وہ خالی نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔ سلمان اسکے پاس نہیں آیا کہ اس میں اتنا حوصلہ ہی نہیں تھا۔

ایفا ایک خول میں بند ہو کر رہ گئی تھی۔وہ سب اس سے ملتے تھے۔اس سے بات کرنے کی کوشش کرتے تھے مگر وہ بیٹھے بیٹھے کہیں کھو جاتی تھی۔انکل کی طبیعت خراب رہنے لگی تھی۔ ایک دن انہیں ہاسپٹل سے آتا دیکھ کر اسے زار کی بات یاد آئی تھی۔

"میرے بعد تم نے ہی تو انکا خیال رکھنا ہے"۔وہ دوڑ کر ان کے سینے سے جا لگی۔

"صبر کرو میری جان"۔وہ بس یہی کہہ سکے۔

زار کی خواہش کے مطابق وہ انکل کا خیال رکھنے لگی تھی۔اپنی پرواہ کرنا اس نے چھوڑ دیا تھا۔ جین اور جو اسکے پیچھے پڑے رہتے تب کہیں جا کر بال سنوارتی۔کپڑے بدلتی تھی۔ورنہ یونہی بولائی بولائی سی گھر میں پھرتی رہتی تھی۔

"دادا کے گھر سے کوئی نہیں آیا۔اس بات کو وہ دونوں مجھ سے زیادہ محسوس کر رہے ہیں"۔جو نے سلمان کو کہا جو ابھی ادھر آیا تھا۔

"ہم ان لوگوں کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے جنہوں نے ہمارے ماں باپ کو زندگی میں تو دکھ دیئے ہی مگر انکے مرنے پر بھی انہیں دیکھنے نہیں آئے"۔ جین نے تلخی سے کہا۔وہ ایفا کو لیکر لاونج میں آرہا تھا جب اس نے جو کی بات سنی تھی۔

"کیسی ہو؟"سلمان نے ایفا کو دیکھا جو بالکل مرجھا چکی تھی۔

"کیسا ہونا چاہیئے؟"اس نے نظریں جھکائے کہا۔

"وجدان نے اپنی بہن کو بہت ساری دعائیں کرنے کو کہا ہے تاکہ اسکی پروموشن ہو جائے"۔ اس نے اسکا دھیان بٹاتے ہوئے کہا۔

"میری دعائیں قبول ہوتیں تو زار زندہ ہوتا"۔ زمین کو دیکھتے وہ سپاٹ سے لہجے میں بولی تھی۔

"اسے جانا تھا وہ چلا گیا۔ آگے کا سوچو۔ ایسے زندگی نہیں گزرے گی"۔ سلمان نے اسے نرمی سے سمجھایا جو ابھی بھی سر جھکائے بیٹھی تھی۔

جین اسے لیکر باہر نکل آیا۔ وہ گھر کے پاس واک کر رہے تھے جب عمر کی گاڑی انکے پاس آکر رکی۔ اسکے ساتھ ردا اور ارشاد بھی تھے۔ عمر کا ایئرپورٹ کے بعد اس سے اب سامنا ہوا تھا۔ اب بھی اس لئے کہ ردا اسے زبردستی ساتھ لے آئی تھیں۔ وہ ان کے ساتھ ہی گھر آ گئے۔ ردا اسے اپنے ساتھ بٹھائے پیار کر رہی تھیں۔

"مجھے جاب کرنی ہے۔ آپ میری مدد کر سکتے ہیں"۔ ایفا نے ارشاد صاحب کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پچھلے ایک گھنٹے میں یہ پہلی بات تھی جو اس نے کی تھی۔

"مدد کی کیا بات ہے۔ جیسے پہلے میری کمپنی کے لئے کام کرتی تھیں ویسے کرو گھر پر رہ کر۔ ضرورت ہو تو آفس آجایا کرو۔ پیکج اچھا ہے ہمارا۔ تم چاہو تو بڑھا بھی سکتا ہوں کہ تم کام بہت اچھا

کرتی ہو"۔ارشاد صاحب نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔وہ سب لوگ چاہتے تھے کی وہ کام میں مصروف ہوتا کہ اپنے دکھ سے باہر آئے۔

جین جہاں امریکہ میں ملٹی نیشنل کمپنی میں کام کرتا تھا اسی میں پاکستان میں اسے جاب مل گئی تھی۔انکل نے جین کی ہی مدد سے اپنا بزنس پاکستان میں شروع کر لیا تھا۔سب مصروف ہوئے تو دنیا کے دھندوں میں لگ کر اپنا غم بھولانے لگے تھے۔اب وہ اسے بھی کہنا چاہتے تھے مگر آج وہ خود بول پڑی تھی۔

میں گھر رہ کر ہی کام کیا کروں گی"۔وہ سر جھکائے بولی۔

"یہ تو غلط بات ہے بھئی۔اصولاً تمہیں میرے ساتھ کام کرنا چاہیئے"۔انکل نے مسکرا کر اسے بولنے پر اکسایا مگر وہ خاموش ہی رہی۔عمر اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔وہ جو ایک نازک کلی کی طرح تھی وہ کھلنے سے پہلے ہی مرجھا گئی تھی۔

اس نے کام شروع کر دیا تھا۔انکل اور ارشاد صاحب دونوں کے لئے وہ کام کیا کرتی تھی۔سارا دن گھر اور کاموں میں لگی رہتی اور رات ہوتے ہی بیڈ پر ٹھیک اسی جگہ بیٹھ کر زار کو یاد کرتی جہاں وہ بیٹھا کرتا تھا۔آج بھی وہ وہیں بیٹھی تھی جب جین اسکے پاس آیا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

"کچھ نہیں۔آو۔"

"کافی نہیں پلاو گی؟" وہ کچن سے کافی بنا کر لائی۔جو بھی اسکے ساتھ ہی اندر آگیا تھا۔

"تم نے اپنے لئے کافی کیوں نہیں بنائی؟" جو نے مگ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"ویسے ہی"۔اس نے آنکھیں جھکالیں۔جین جانتا تھا کہ اس نے کافی پینا کیوں چھوڑ دی تھی۔ بچپن سے اب تک جب بھی وہ کافی پیا کرتی تھی زارا اسکی کافی جھوٹی کر دیتا تھا۔وہ نئ بھی بناتی تو وہ ایک سپ ضرور لیا کرتا تھا۔اسے زار کی جھوٹی کافی پینے کی عادت تھی۔اب اسے کافی بے ذائقہ لگتی تھی۔

"ایفا تم نے مجھے ایک دن کہا تھا کہ تمہیں تمہارا پرانا بھائی چاہیئے۔آج میں کہہ رہا ہوں مجھے میری بہن چاہیئے۔میری ایفا۔دو گی مجھے واپس؟" جین نے اسکے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"کوشش کررہی ہوں مگر کر نہیں پارہی"۔وہ اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

"سلمان کا نکاح ہے کل"۔جو نے کچھ سوچتے ہوئے اسے بتایا۔

"چلوگی نا؟"جو کے سوال پر اس نے نفی میں سر ہلادیا۔

"یار پہلی دفعہ کوئی پاکستانی شادی دیکھنے کا موقع مل رہا ہے چلونا۔اور ویسے بھی سلمان بھائی کو برا لگے گا۔اگر زار ہوتا تب بھی تم جاتی نا"۔جین نے اسے منانے کی ایک کوشش کی تھی۔

"پلیز مجھے خود کو سنبھالنے دو"۔وہ کہتے ہی ہاتھوں میں منہ چھپائے رودی۔اس نے زار کے ساتھ ملکر کتنی پلیننگ کی تھی اس شادی کے لئے۔تب سے جب سے سلمان کی بات پکی ہوئی تھی۔اب زار نہیں تھا وہاں۔وہ کیسے چلی جاتی؟

"ٹھیک ہے مت جاو پر رومت پلیز"۔جو نے اسکا سر تھپکتے ہوئے کہا۔

"جس بات سے منع کروں اسکے لئے مت کہا کرو۔کسی وجہ سے ہی منع کرتی ہوں۔تمہارا دل دکھتا ہے تو مجھے ازیت ہوتی ہے"۔وہ جین کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"اچھابس اب رونا نہیں۔آوکچھ پکاتے ہیں"۔ جین نے اسکا موڈ بدلنے کے لئے کہا۔

"تمہیں پکانا آتا ہے؟"جو نے حیرت سے جین کو دیکھا۔

"جی جناب۔ان محترمہ کے لئے راتوں کو اٹھ اٹھ کر میں ہی چیزیں بناتا تھا۔آو تمہیں بھی سکھاوں"۔وہ ایک ادا سے کہتے مسکرا دیا۔

"جو تم سو جاو۔صبح ہاسپٹل بھی جانا ہے"۔اس کے کہنے پر جین نے اسکے سامنے چٹکی بجائی۔ "کن خیالوں میں ہو کل سنڈے ہے اور محترم کا بھی آف ہے۔اب اٹھو شاباش"۔وہ ان دونوں کو گھسیٹ کر کچن میں لے گیا۔

زار کو گئے تین ماہ ہو گئے تھے مگر اب بھی وہ اسے یاد کرتی تھی۔سلمان کی شادی ہو گئی تھی۔ سلمان اسے لینے آیا تھا مگر جین نے اسے منع کر دیا۔وجدان, سلمان, ردا, ارشاد, ہنیزہ سب اس سے ملنے آتے رہتے تھے۔عمر نے آنا چھوڑ دیا تھا۔کبھی کسی کام بھی آتا تو اسے مخاطب نہیں کرتا تھا۔

آج وہ ارشاد صاحب کے آفس آئی تو عمر سے سامنا ہوا۔وہ پاس سے گزرنے لگا تو وہ سامنے آگئی۔کچھ دیر اسکا چہرہ خاموشی سے دیکھا جو نظریں جھکائے کھڑا تھا پھر تمسخر سے ہنستی سامنے سے ہٹ گئی۔

"تم دونوں کی لڑائی ہوئی ہے کیا؟" پیچھے کھڑے ارشاد صاحب کے پوچھنے پر وہ ہنس دی۔

"آپ کو پتا ہے لوگ مجھے منحوس ماں کی منحوس اولاد کہتے ہیں۔میری ماں نے انکے خاندان سے انکا بیٹا چھینا میں نے انکل سے انکا بیٹا۔کہتے ہیں کہ اس کرم جلی کے سائے سے بھی دور رہنا چاہیئے۔ویسے ہی سب پر ڈورے ڈالے ہوئے ہیں نہ معلوم کس کا بچہ چھین لے۔اس لئے لوگ مجھ سے دور رہتے ہیں"۔وہ خود کا مذاق اڑاتی خود پر ہنستی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔عمر تاسف سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔

"تمہیں لگتا ہے وہ مان جائے گی؟" جو نے جین سے پوچھا جو بیڈ پر اسکے ساتھ ہی لیٹا موبائل میں مصروف تھا۔

"وہ کبھی نہیں مانے گی۔وہ بہت محبت کرتی تھی زارا سے۔مجھے تو ڈر ہے کہ اسکی کہی بات سچ ہی نہ ہو جائے"۔

"وہ اس سے کتنی محبت کرتا تھا؟"جو کے سوال پر وہ مسکرا دیا۔

"اتنی کہ جب وہ بیمار ہوتی تھی تو اگلے ہی دن خبر ملتی تھی کہ زار بیمار ہے۔اسے چوٹ لگتی تھی تو وہ خود کو چوٹ لگوالیتا تھا۔وہ روتی تھی تو تڑپ جاتا تھا۔اب دیکھو اسے تڑپتا چھوڑ کر خود سکون سے چلا گیا ہے"۔جین نے لب بھینچتے ہوئے کہا جبکہ جو حیرت سے سب سن رہا تھا۔

"تمہیں پتا ہے ایفا کو لگتا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔میں نے اسے کبھی نہیں بتایا کہ میں اس کے بارے میں سب جانتا ہوں یا میرا تم سے رابطہ ہے۔پھر بھی وہ کہتی تھی کہ مجھے پتا ہے زار ٹھیک نہیں ہے۔اسکی ہنسی میں بھی اداسی دیکھی تھی میں نے"۔جو نے چھت کو گھورتے ہوئے اسے بتایا تو وہ ہنس دیا۔

"وہ بھی ایسا ہی تھا۔قومہ میں بھی اسی کو پکارتا تھا"۔

"وہ اسکی بات مانے گی؟"جو کے سوال پر وہ خود بھی سوچ میں پڑ گیا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ کوئی اسے اتنا پیار کر سکتا ہے جتنا زار اس سے کرتا تھا"۔ جین کی بات پر وہ مسکرا دیا۔

"اسکا جواب میں تمہیں کل دوں گا۔ سو جاؤ"۔

وہ آفس فائلز جمع کروانے آئی تھی۔ واپسی پر دو نقاب پوش اسکے پاس آکر رکے تھے۔

"یہ رنگ دو"۔ انہوں نے زار کی دی ہوئی رنگ کی طرف اشارہ کیا تو اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"یہ پیسے لے لو۔ گاڑی بھی لے لو۔ یہ سیل فون سب لے لو۔ پلیز یہ رہنے دو"۔ اس نے التجا کرتے ہوئے کہا۔

"کہا نہیں ہے کہ رنگ دو"۔ اب کی بار غصے سے کہا گیا تھا۔

"ایسے نہیں دے گی"۔ دوسرے شخص نے چھری اسکے سامنے لہرائی جو نہ جانے کیسے اسکے بازو پر زخم دے گئی۔ کچھ ڈرتے ہوئے پہلے والے نقاب پوش نے دوسرے کو کھینچا اور وہ وہاں

سے بھاگ گئے۔آفس سے نکلتا عمر دو آدمیوں کو اسکے پاس سے ایسے بھاگتے دیکھ چکا تھا۔وہ اپنا زخمی ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔وہ دوڑ کر اس کے پاس آیا۔

"کیا ہوا ہے؟ یہ۔یہ خون کیسے؟ چلو میرے ساتھ"۔عمر پریشانی میں کہتے ہوئے اسکا ہاتھ تھامنے لگا جو اس نے جھٹکے سے چھڑوا لیا۔

"سوری۔آئی ایم سوری۔بٹ چلو۔خون نکل رہا ہے"۔عمر نرمی سے کہتا ہوا اسے واپس آفس میں لے آیا تھا۔کال کر کے اس نے جو کو بلایا تو جین بھی اسکے ساتھ ہی آیا تھا۔

"کیسے ہوا یہ۔جو نے پریشانی میں اسکا ہاتھ دیکھا۔اسکی ڈریسنگ کرتے جین اسکے دوسری طرف بیٹھا تھا"۔

"تم نے رنگ کیوں نہیں دی؟ارشاد صاحب نے سارا واقعہ سن کر پوچھا تو بے ساختہ اسکی نظر رنگ پر گئی۔جین نے بھی اسکے ہاتھ کو دیکھا پھر اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔ماما بابا اور زار کے بعد وہ بہت زیادہ حساس ہو گیا تھا۔جو نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیا۔عمر بس خاموش کھڑا رہا تھا۔

شام کو گھر پر سب جمع تھے۔ردا،ہنیزا، سلمان، وجدان۔

"عمر نہیں آیا؟"جو نے وجدان سے پوچھا۔

"نہیں موصوف کے ہاتھ میں چوٹ لگ گئی ہے"۔وجدان کی بات ہر جبین نے جو کو دیکھا جو مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو زار کے علاوہ بھی کوئی ہے جو اس سے اتنی ہی محبت کرتا ہے۔

عمر اپنے کمرے میں آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹا ماضی کو سوچ رہا تھا جب ایفا اس گھر میں آئی تھی۔ اسے وہ لڑکی پہلی ہی نظر میں پسند آئی تھی۔شروع شروع میں جب سب جو اور اسکے رشتے سے انجان تھے تب جو کا ایفا کے ساتھ رہنا اسے تکلیف دیتا تھا۔وہ وہاں ایفا کی وجہ سے جاتا تھا مگر ہر دفعہ اسے وہ جو کے ساتھ ہی دکھتی تھی۔اسکی آنکھوں میں جو کے لئے محبت اسے تکلیف دینے لگی تھی۔

جب اسے ان دونوں کے رشتے کا پتا چلا تو جہاں خوشی ہوئی وہیں تکلیف بھی ہوئی یہ جان کر کہ وہ کسی اور کی امانت ہے۔عمر کو زار کے لئے اسکی محبت دیکھ کر زار پر رشک آتا تھا۔وہ اسکے لئے وائلن بجاتی تھی۔اسے گانے سناتی تھی۔وہ حیران ہوتا تھا کہ امریکہ میں رہتے ہوئے بھی وہ

انڈیااور پاکستان کے گانے گاتی تھی۔بہت بعد میں جانا کہ وہ سب جین کو پسند تھے اسلئے وہ صرف اسکے لئے گانے گاتی تھی۔

عمر خود کوڈانٹتا سرزنش کرتا رہا کہ وہ کسی اور کی امانت ہے مگر پھر بھی دل نہ جانے کیوں بار بار جو کے گھر لے جاتا تھا۔اسے دیکھ کر ہی وہ سرشار ہو جاتا تھا۔پھر ایک دن زار آگیا۔اسے اس حال میں دیکھ کر ایفا کی حالت دیکھ کر اسے تکلیف پہنچی تھی۔ایفا کی بے ہوشی کے بعد زار کا اسکے لئے تڑپنا دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا۔وہ بچوں کی طرح اپنے باپ سے لگا رو رہا تھا۔کبھی وہ ایفا کا ہاتھ پکڑتا تو کبھی اسکے چہرے کو چھوتا۔وہ سب کی موجودگی سے بے پرواہ روتا رہا تھا۔جو نے اسے اور انکل کو زبردستی عمر کے ساتھ گھر بھیج دیا تھا۔

"مجھے نہیں آنا چاہیئے تھا بابا۔مجھے مر جانا چاہیئے تھا۔ایک ہی دفعہ اسے دکھ ہوتا۔کب سے وہ روز مر رہی ہے اور روز جی رہی ہے"۔وہ اپنے باپ کے کندھے پر سر رکھے رو رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہو یار بوڑھا باپ بھی مر جائے؟"انکل نے بے بسی سے کہا۔

"میں اسے ایسے نہیں دیکھ سکتا بابا"۔جواباً وہ سسکتے ہوئے بولا تھا۔

"تم آ گئے ہو نا۔اب وہ ٹھیک ہو جائے گی"۔انکل نے اسکا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

"میں اسے خود سے دور کر دوں گا۔وہ میرے جیسے انسان کے ساتھ نہیں رہے گی۔میرے ساتھ جو ہونا تھا ہو گیا۔زندگی کی خوشیوں پر اسکا بھی حق ہے۔میں اسکے حصے کی خوشیاں نہیں چھین سکتا"۔وہ آنسو صاف کرتے ہوئے سر جھکا کر بولا۔

"اسکو اس حال میں دیکھ کر اپنا حال برا کر لیا ہے۔اسے تکلیف دے کر خوش رہو گے؟وہ تم سے دور رہ کر رہ سکے گی؟"انکل نے اسے آئینہ دکھایا تھا۔وہ خاموش ہو کر رہ گیا۔اس دن واپسی پر عمر سوچتا رہا کہ ایفا ایسے ہی انسان کو ڈیزرو کرتی ہے جو خود کو تکلیف دے کر اسکی خوشیوں کا سوچے۔اسے ان دونوں کی محبت پر رشک ہوا تھا۔

دو دن بعد وہ جب جو کے گھر ردا کو لیکر آیا تو اس نے زارا اور انکل کی باتیں سن لی تھیں۔نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے قدم اندر کی طرف اٹھ گئے۔زار کو وہ سمجھاتا رہا کہ وہ ایفا کے ساتھ ایسا نہ کرے حالانکہ اس وقت اسکا دل اسے روکتا رہا کہ کیا پتا اس طرح ایفا اسے مل جائے مگر اس نے خود کو ڈپٹ دیا کیونکہ ایفا اس شخص کے ساتھ خوش تھی۔

ان کے امریکہ جانے سے پہلے وہ بھی سب کے ساتھ آیا تھا۔زارا سے جین اور جو کے ساتھ کمرے میں لے آیا۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہاں کیا ہونے جارہا ہے مگر جو ہوا اسکے بعد اس سے ایک لمحہ بھی وہاں نہ رکا گیا۔وہ واپس لوٹ آیا۔

اسکے بعد ایفا اسے ائیر پورٹ پر ملی تھی۔یہ وہ ایفا نہیں تھی جو پاکستان سے جاتے وقت تھی۔یہ تو کوئی ٹوٹی ہوئی کانچ کی گڑیا تھا۔اس کے دل کو کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔اس کے بعد اس نے اس طرف جانا چھوڑ دیا تھا۔وہ ایفا کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسکی حالت اسکے لئے ناقابل برداشت تھی۔

آج اسے چوٹ لگی تو وہ تڑپ گیا تھا۔اسکی موجودگی میں کوئی اسے نقصان پہنچا گیا تھا اور وہ کچھ نہیں کر سکا تھا۔سزا کے طور پر اس نے خود کو چوٹ دی تھی۔بالکل اسی طرح جیسے جب ثمر نے ایفا کو گرایا تھا اور اسے چوٹ آئی تھی تب بھی اس نے اپنے آپ کو ایسے ہی چوٹ دی تھی۔ دو تین بار ایسا ہوا تھا ہر بار وہ خود کو چوٹ دیتا تھا۔آج بھی وہ ایفا کو یاد کرتے کرتے سو گیا تھا۔

آج سنڈے تھا۔ایفا صبح سو کر اٹھی تو باہر سے آوازیں آرہی تھیں۔فریش ہو کر باہر آئی تو عمر کو جو سے باتوں میں مصروف پایا جبکہ انکل اور جین ہر سنڈے کی طرح کارڈز کھیل رہے تھے۔

New Era Magazine

"اٹھ گئی میری گڑیا؟" جو نے اسے پیار سے ساتھ لگاتے ہوئے کہا تو وہ شرمندگی سے بولی۔

"سوری میری آنکھ لیٹ کھلی۔ میں ناشتہ بناتی ہوں"۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آج ہم باہر کا ناشتہ کریں گے۔ عمر سے میں نے کہہ دیا تھا وہ لے آیا ہے"۔ جو نے اسے اپنے پاس صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"یار یہ تم سے بڑی ہے۔ چھوٹے بچوں کی طرح اسکا خیال رکھتے ہو۔ جیسے یہ تمہاری بیٹی ہو۔ اسی لئے تو بہت سر چڑھ گئی ہے"۔ جین نے اسے چھیڑتے ہوئے جو سے کہا۔

"اگر بیٹیاں اتنی پیاری ہوتی ہیں تو میں تو دعا کروں گا کہ اللہ مجھے بالکل ایسی ہی بیٹی دے"۔ جو نے اس کمزور سے وجود کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا جو مدھم سا مسکرا دی۔

"میڈیسن لی تھی رات کو؟" جین کے پوچھنے پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چلو پھر ناشتہ کریں"۔ انکل کے کہنے پر وہ سب ٹیبل پر آ گئے۔ ناشتے کی ٹیبل پر روز کی طرح وہ جین اور جو کے درمیان بیٹھی تھی۔ عمر اسکے بالکل سامنے بیٹھا تھا۔ انکل اسکے ساتھ تھے۔

ناشتے کے دوران جین اسے چھیڑتا رہا۔وہ بس مسکراتی رہی۔

ناشتے کے بعد جو اسکا ہاتھ تھامے لاونج میں لے آیا۔وہ سب بھی پیچھے آئے تھے۔عمر نے آنکھوں کے اشاروں سے اسے منع کیا مگر وہ نظرانداز کر گیا۔وہ صوفے پر بھی جو اور جین کے درمیان ہی بیٹھی تھی۔

"تم سے ضروری بات کرنی ہے۔اگر تم وعدہ کرو کہ سن کر خود پر کنٹرول رکھو گی"۔جو نے بات کا آغاز کیا تو ایفا نے نا سمجھی سے جین کو دیکھا۔

"ہمارے امریکہ جانے سے پہلے زار نے مجھے، جین اور عمر کو بلایا تھا۔وہ چاہتا تھا کہ اگر اسے کچھ ہو جائے تو ہم تمہاری شادی عمر سے کر دیں"۔جو کی بات پر اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ حیرت سے اسکی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔غصے سے اس نے اٹھنا چاہا مگر جین نے اسکا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا۔

"تم سب جانتے ہو"۔شدت جذبات سے اس سے آگے وہ کچھ کہہ نہیں سکی۔آنکھوں سے برسات شروع ہو چکی تھی۔

New Era Magazine

"جانتا تو وہ بھی تھا نا"۔ جین کی بات پر وہ ششدر رہ گئی۔

"وہ جانتا تھا کہ تم اسکے بعد ٹوٹ جاؤ گی اس لئے وہ تمہیں کسی مضبوط سہارے کے حوالے کرنا چاہتا تھا"۔ جو نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے سمجھایا۔ وہ خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

"اس نے عمر کو چنا ہے تمہارے لئے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اس سے بڑھ کر تمہارا خیال رکھے گا۔ اسکی خواہش ہے یہ"۔ جین نے اسکا دوسرا ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا۔ وہ بت بنی بس سن رہی تھی۔

"وہ چاہتا تھا کہ ہم جلد از جلد تمہاری اور عمر کی شادی کر دیں"۔ جو کچھ اور بھی کہہ رہا تھا مگر وہ سن ہی نہیں رہی تھی۔ جین نے اشارہ کر کے اسے مزید بولنے سے منع کر دیا۔ وہ بت بنی بیٹھی رہی۔ وہ چاروں اسی کو دیکھ رہے تھے۔ بیل کی آواز پر وہ ٹرانس سے باہر آئی تھی۔ کسی کو بھی دیکھے بغیر وہ اٹھ گئی اور کمرے میں بند ہو گئی۔ عمر بے بسی سے بند دروازے کو دیکھنے لگا۔

"میں چلتا ہوں"۔ عمر جانتا تھا کہ اسکا ردعمل یہی ہو گا سو مایوسی سے بولتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"اس سے بات کئے بغیر کہیں نہیں جارہے ہو تم۔بیٹھ جاو"۔ شکیل صاحب کی آواز پر وہ بے بسی سے بولا۔

"کیوں مجھے اسکی نظروں میں گرا رہے ہیں؟"
جواور شکیل کچھ نہیں بولے۔ جین اٹھ کر ایفا کے پاس آگیا۔

"یہ زار نے دیا تھا تمہارے لئے"۔ جین نے ایک لفافہ اسکی گود میں رکھتے ہوئے کہا جو بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔

"اس دن اس نے ہمیں بلایا تھا۔شاید وہ جان گیا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں لوٹے گا"۔ جین مدھم مگر پر نم آواز میں اس سے مخاطب ہوا۔

"مجھے لگتا ہے کہ شاید میرا اور ایفا کا ساتھ یہیں تک کا ہے۔مجھے اس سے کتنی محبت ہے یا اسے مجھ سے یہ بات نہ تو ہم سمجھا سکتے ہیں نہ ہی کوئی سمجھ سکتا ہے"۔زار پر نم آواز میں بول رہا تھا جبکہ وہ تینوں شاکڈ تھے۔

"میں اس کے دل کے سب موسم جانتا ہوں اور وہ میرے۔آج کل جو اسکی آنکھیں سرخ رہتی ہیں نا تو وہ اس بات کی نشانی ہیں کہ حقیقت وہ بھی جان گئی ہے۔بس خود کو دھوکے میں رکھ رہی ہے"۔اسکی بات پر جین تڑپ اٹھا۔

"زار پلیز۔۔"اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ بول اٹھا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ ہم دونوں کا وہم ہو مگر میں رسک نہیں لے سکتا"۔ عجیب بے بسی تھی اسکے لہجے میں۔

"تم اس سے محبت کرتے ہو"۔ عمر کی طرف دیکھتے ہوئے وہ نہ جانے بتا رہا تھا یا پوچھ رہا تھا۔ اسکی بات پر عمر حیران رہ گیا۔

"تم کرتے ہو اس سے محبت"۔وہ بے بسی اور لاچارگی سے بولا۔

"میری بے بسی دیکھو جین کہ جس کے ساتھ میں کسی کو دیکھ نہیں سکتا آج اسکو کسی اور کے حوالے کر رہا ہوں"۔وہ کہتے ہی ضبط کھو بیٹھا۔دو آنسو ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں گم ہو گئے۔ جین خود پر بھی قابو نہ رکھ سکا۔

"میں اپنی زندگی تمہیں سونپ رہا ہوں عمر۔میرے بعد اسے کسی کا تو ہونا ہی ہے نا۔اسلئے میں اسے تمہارے حوالے کر رہا ہوں۔تمہاری آنکھوں میں میں نے اسکے لئے محبت دیکھی ہے۔ہوس سے پاک۔عزت میں لپٹی۔چھیننے کی تمنا کے بغیر۔اسکی خوشی کی خواہشمند۔ہر کوئی ایسی محبت نہیں کرتا"۔وہ عجیب دلگرفتگی سے بول رہا تھا۔

"وہ سمجھتی ہے کہ وہ بدقسمت ہے کہ وہ جس کو سب سے زیادہ چاہتی ہے وہ اسے چھوڑ جاتا ہے۔مجھے پتا ہے کہ وہ بہت خوش قسمت کہ سب اسے چاہتے ہیں۔یہ بات ابھی اسے سمجھ نہیں آئی ہے۔

وہ میری زندگی ہے۔میری عزت ہے۔میری روح کا حصہ,میری متاع حیات ہے۔کیا تم میرے بعد اسے اپنی محبت کی چھاوں فراہم کروگے؟"کیا کچھ نہ تھا اسکے لہجے میں۔ایک آس۔ایک امید۔اسے ہار جانے کا دکھ۔اس سے دور جانے کا ملال۔

"تمہیں کچھ نہیں ہوگا"۔جین اسکی بات پر تڑپ اٹھا تھا۔

"بتاو نا عمر؟"اب کی بار وہ اسکے ہاتھ تھامتے ہوئے بولا تو وہ نظریں چرا گیا۔

"میں نہیں کر سکتا یہ"۔

"اگر تمہیں اس بات پر اعتراض ہے کہ وہ میری بیوی ہے تو یقین جانو ہمارا صرف نکاح ہوا ہے۔ ہمارے درمیان ایسا کوئی تعلق قائم نہیں ہوا۔ وہ بہت پاک ہے۔ مجھے تو اپنا ہاتھ پکڑنے کی اجازت بھی اس نے نکاح کے بعد دی تھی"۔ اسکی بات پر عمر تڑپ اٹھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اتنا کم ظرف نہیں ہوں"۔ کہنے کہ بعد اسے احساس ہوا کہ وہ انجانے میں ہی سہی مگر اقرار کر بیٹھا تھا۔ جواور جین نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تو پھر کہہ دو نا کہ تم اسے اپناوگے"۔ زار ضدی لہجے میں بولا تو جین نے اسے ٹوک دیا۔

"وہ نہیں مانے گی زار۔ تم یہ بات اچھے سے جانتے ہو۔ ویسے بھی تم نے خود کہا کہ یہ ایک وہم بھی ہو سکتا ہے"۔ جین روہانسا ہو کر بولا تو وہ اسے اگنور کرتا ہوا پھر سے عمر سے مخاطب ہوا۔

"کہو نا عمر"۔

"کیوں مجھے اور میری محبت کو اس کے سامنے رسوا کر رہے ہو"۔ وہ پھٹ پڑا تھا۔

"میری ایفاایسی نہیں ہے۔وہ سب سے مختلف ہے۔دیکھناوہ تمہارااور تمہاری محبت کامزاق نہیں اڑائے گی۔ تمہیں ہر سکھ دے گی۔اپنی محبت اپنا غم سب اپنے اندر رکھ کر وہ تمہاری ہو جائے گی"۔وہ کسی بچے کی طرح اسے سمجھا رہا تھا۔وہ تینوں عجب حیرت سے اس دیوانے کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ میرے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھو۔یہاں سے جانے سے پہلے میں اسے ایک مضبوط سہارا دینا چاہتا ہوں جو اسکے ماضی کو لیکر, مجھے لیکر کبھی اسے کچھ نہ کہے۔جو اس بکھری ہوئی لڑکی کو اپنی محبت سے سمیٹ لے۔دو گے نا اسے سہارا؟"وہ پھر سے التجا کرنے لگا
عمر سر جھکائے ایسے بیٹھا تھا جیسے کوئی جرم کر دیا ہو۔جو بس خاموشی سے سب سن رہا تھا۔جین تو بس سسک رہا تھا۔زار نے عمر کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ہاں میں سر ہلا کر اٹھ گیا۔وہ جانے لگا مگر زار نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میں نے زندگی میں صرف ایک ہی دعا مانگی ہے۔اسکے تاحیات ساتھ کی۔اللہ نے مجھے اس دنیا میں اسکا ساتھ نہیں دیا۔اسے تمہارے لئے لکھ دیا۔میں نے اتنی شدتوں سے دعا کی مگر پھر بھی ایسا ہو رہا ہے جانتے ہو کیوں؟کیونکہ اسکا ساتھ وہ مجھے اگلی دنیا کے لئے دے گا۔اس جہان میں تم سے میں اپنی امانت واپس لے لوں گا۔خوشی سے دو یا پھر مجبوری سے کیونکہ میں نے اسکا حق

مہراسے پورا نہیں دیا۔اس نے مجھ سے فانی اور حقیقی دونوں دنیاوں کی وفائیں مانگی تھیں"۔وہ شکستہ سا مسکرایا۔ایک جملہ اسکی سماعت سے ٹکرایا تھا۔

"میں تمہیں حوروں کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی۔وعدہ کرو وہاں پر بھی صرف میرے ہی بن کر رہو گے"۔ایک دن نہ جانے کیوں اس نے بیٹھے بیٹھے کہا تھا۔زار مسکرادیا۔

"اس دنیا کی وفائیں میں اسکے نام کر چکا ہوں۔اس دنیا کی دینار ہتی ہیں"۔

"میری باتوں کا برامت ماننا۔پتا نہیں کیوں میں خود کو یہ کہنے سے روک نہیں پارہا ہوں۔اگر میری کوئی بات بری لگے تو مجھے کہہ دو۔اسے سزامت دینا۔تم اس کے سامنے میرا ذکر مت کرنا۔وہ بھی نہیں کرے گی۔ساری عمر تمہاری بن کر رہے گی۔اسے دکھ مت دینا عمر ورنہ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں"۔وہ کہتے ہی بے بسی سے رودیا۔جین اسکے ساتھ لگا اسے چپ کراتے خود بھی رورہا تھا۔عمر نے بے بسی سے انہیں دیکھا اور باہر نکل گیا۔

"تم جانتے ہو زار وہ کسی کے ساتھ خوش نہیں رہے گی"۔جین نے سسکتے ہوئے کہا۔

"اس الماری میں ایک خط ہے۔میں نہ رہوں تو اسے یہ دے دینا۔فورا مت دینا۔جب وہ تم دونوں کے لئے بابا کے لئے سنبھلنے کی کوشش کرنے لگے تب دینا۔میں ہمیشہ کی طرح اسے منا لوں گا۔وہ مان جائے گی۔مجھ سے ناراض ہو کر, خود سے ناراض ہو کر وہ میری بات مان لے گی۔اسے ٹائم دینا وہ ٹھیک ہو جائے گی"۔زار جین کے بال سہلاتا اسے بھی کسی بچے کی طرح اسے سمجھا رہا تھا۔

"میری بیوی تم سے زیادہ بہادر ہے جین۔وہ میرے سامنے روتی تو نہیں ہے"۔زار نے مسکراتے ہوئے جین کو کہا تو وہ بس ہلکا سا مسکرا دیا۔

--

ایفا خط پڑھتے رو رہی تھی جس میں بس اتنا ہی لکھا تھا۔

"میری جان سے بھی زیادہ عزیز بیوی!

اپنی آخری خواہش میں بھی تم سے تمہی کو مانگ رہا ہوں۔بنا مجھ سے نفرت کئے (جو تم کر ہی نہیں سکتی ہو) میری بات ماننا کہ اس سے میری روح کو سکون ملے گا۔میرے بعد عمر سے شادی سے انکار مت کرنا کیونکہ اسکو میں تمہارے لئے چن رہا ہوں۔میں جانتا ہوں تم مجھے اسکے سامنے شرمندہ نہیں کرو گی۔یہ مت سمجھنا کہ میں تم سے دست بردار ہو رہا ہوں۔اس دنیا میں

اسے تمہارا محافظ بنا رہا ہوں۔ابھی اگلی دنیا کی وفائیں تمہارے نام کرنا باقی ہیں۔آخر کو تم میری حوروں کی سردارنی ہو گی جو مجھے ان سے دور رکھے گی۔

فقط اپنی حور کا طالب"

وہ خط پڑھ کر رو دی تھی۔کیا مانگ لیا تھا اس نے؟کیسے وہ کسی کے ساتھ رہ سکتی ہے؟

"کیوں کیا تم نے ایسا زار؟کیوں؟اس سے اچھا تو مجھے بھی مار دیتے"۔وہ رو رہی تھی۔چلا رہی تھی۔پھر اسکا وجود بکھرتا چلا گیا۔

جو اندر آیا تو وہ فرش پر بے ہوش پڑی تھی۔اسے نروس بریک ڈاون ہوا تھا۔جب سے وہ ہوش میں آئی تب سے چھت کو گھور رہی تھی۔جین سے اسکی یہ حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔جو اسے اور خود کو تسلیاں دے رہا تھا۔عمر بس اسی کو دیکھ رہا تھا۔انکل نے اسکے پاس بیٹھتے ہوئے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"بابا"۔بے اختیار اسکے منہ سے نکلا تھا۔

"کیا ہوا ہے میری بیٹی کو؟"انکل نے پیار سے پوچھا۔کافی دیر وہ انہیں دیکھتی رہی۔

'آپکے بیٹے نے مجھ سے میری زندگی مانگی ہے۔میں اسے انکار نہیں کرسکتی۔مجھے آخری دفعہ اسکے پاس لے جائیں"۔وہ چھت کو گھورتے ہوئے بولی تھی۔کچھ الفاظ جین اور جو کی سماعت سے ٹکرائے تھے

"تمہیں کیوں لگتاہے کہ وہ یہ بات مانے گی؟کیا تمہیں اسکی محبت کا پتا نہیں ہے۔جو نے اس سے سوال کیا تھا جوابا وہ مسکرادیا تھا۔

"پتاہے تبھی تو مانے گی"۔

دوماہ بعد اسکی شادی کی تاریخ رکھی گئی تھی۔اسکی ساری تیاری ردا کر رہی تھیں۔وہ خاموش بیٹھی سب دیکھ رہی تھی۔دل بالکل خالی ہوگیا تھا۔عمر نے اسکی حالت کے زیر اثر سب کچھ سمپل کرنے کا کہا تھا۔

"کیا ہوا کیا سوچ رہی ہو؟"کافی دیر سے وہ اپنے نکاح کے جوڑے کو یک ٹک دیکھ رہی تھی۔جین کی آواز پر چونکی۔

"مجھے عمر سے بات کرنی ہے"۔اس نے سر جھکا کر کہا۔ جین نے اسے اپنے ساتھ لگا کر پیار کیا۔

اگلے دن وہ اسے دادا کے گھر لے گیا تھا۔ جو بھی انکے ساتھ ہی تھا۔ عمر کو وہ پہلے ہی بتا چکا تھا سو وہ گھر پر ہی تھا۔ وہ سب لان میں بیٹھے تھے۔ وجدان, سلمان سب وہاں موجود تھے۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہنیزہ سے ملکر آئی تھی۔ اسکے چہرے پر عجیب سا خوف تھا۔ ایک دم دادا انکی طرف آئے۔ جین کی نسیں تن گئیں۔ ایفا نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ عمر اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا جس پر ڈر کے سائے تھے۔

"جین چلو یہاں سے"۔ وہ ڈرتے ہوئے بولی۔ جانتی تھی کہ وہ دادا کو سخت ناپسند کرتا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟" جو نے محبت سے پوچھا۔ اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ جین نے بنا کچھ کہے اسے اٹھایا اور ایکسکیوز کرتا باہر لے آیا۔ وہ گھر کے باہر کھڑے تھے۔ جو بھی سب سے مل کر آگیا۔ دادا سے وہ مخاطب نہیں تھا۔
باہر وہ جین کے ساتھ لگی کانپ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے گڑیا؟" جواد نے پیار سے پوچھا۔

"جو واپس چلو بس"۔وہ اسکے سینے سے لگ گئی۔

"کیا ہوا ہے یار؟ یہ اتنی ٹینس کیوں ہے؟"دادا کے اٹھ جانے کے بعد سلمان, عمر اور وجدان فلیٹ پر آئے تھے۔وہ ابھی بھی پریشان حال جین سے چپکی بیٹھی تھی۔جو اسے پانی پلا رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے میری گڑیا کو؟"جو نے اسکے بالوں کو سہلاتے ہوئے پوچھا۔

"کیا ہوا ہے؟ کس کی بات پر پریشان ہو رہی ہو؟"وہ پریشانی سے بولا۔

"کچھ نہیں"۔وہ آہستہ سے کہتی کمرے میں بند ہو گئی۔سب پریشان ہو کر رہ گئے تھے۔

اگلے دن انکل جین اور جو اپنی اپنے کام پر گئے ہوئے تھے۔وہ گھر میں تھی جب بیل بجی۔اس نے کی ہول سے دیکھا تو عمر تھا۔کچھ سوچ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔

"آئی ایم سوری اس وقت آیا ہوں۔کچھ بات کرنی تھی"۔وہ سر کھجاتے ہوئے بولا تو اس نے اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

"جو کہہ رہا تھا کہ تم نے کوئی بات کرنی تھی"۔وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔وہ خاموش کھڑی رہی۔

"جو بات دل میں ہے کہہ دو"۔عمر کی آواز پر اس نے ایک لمحے کو اسے دیکھا تھا۔

"میرے بارے میں آپ سب جانتے ہیں۔سب آپکے سامنے ہے۔ہر رشتے کی بنیاد سچ پر ہوتی ہے۔میں اپ سے سچ ہی بولوں گی پھر آگے آپ جو مرضی چاہیں کریں۔

میں اسے بھول نہیں سکتی مگر وعدہ کرتی ہوں کہ اسکا نام بھی اپنے ہونٹوں پر نہیں لاوں گی۔ آپ کو مجھ سے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔میرے دکھ میرے ہی رہیں گے آپکی خوشیوں پر انکا اثر نہیں پڑے گا"۔بمشکل وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔

"میں ساری عمر آپکی ہی وفادار رہوں گی۔کبھی دھوکہ نہیں دوں گی۔آپ سے محبت کرنے کی بھی کوشش کروں گی۔اسے اللہ نے مجھے بنا مانگے دیا تھا۔اسی نے اسکی محبت میرے دل میں ڈالی تھی۔اس نے مجھ سے وہ واپس لے لیا ہے۔میں نے اس کی رضا پر صبر کر لیا ہے۔میرے کسی بھی عمل سے آپکو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔میں سب کچھ کروں گی مگر پلیز میں اس گھر میں نہیں رہ سکتی"آخر میں وہ ہچکچاتے ہوئے بولی تھی۔

"کیاہواہے؟کسی نے کچھ کہاہے؟"عمر نے حیرت سے پوچھا۔

"بھروسہ کر سکتی ہو۔وعدہ کرتاہوں تمہارایقین نہیں توڑوں گا"۔عمر نے نرمی سے کہا۔

"مجھے اس گھر سے خوف آتاہے۔اپنے ماما بابا کی آہوں اور سسکیوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں مجھے وہاں۔ان لوگوں کی وجہ سے میرے پیرنٹس جتنا تڑپے ہیں انکے وہ تڑپتے چہرے مجھے یاد آتے ہیں"۔وہ بے بسی سے ضبط کرتے ہوئے بولی۔

"وہاں کے رہنے والے انکے ساتھ ناانصافی کرنے کے باوجود بھی انہیں ہی برابھلا کہتے ہیں۔وہ مجھ جو بھی کہیں میں برداشت کرلوں گی مگر میں اپنے پیرنٹس کے بارے میں کچھ نہیں سن سکتی"۔وہ سسک اٹھی تھی۔اس دن اس نے ذکیہ اور دادا کی باتیں سن لی تھیں جو اسکی ماں کے لئے لغویات اگل رہے تھے۔

"بے فکر رہو۔ہم وہاں نہیں رہیں گے"۔عمر اسے تسلی دے کر باہر نکل گیا تھا کہ اسکا روتا وجود اس سے برداشت نہیں ہورہاتھا۔

دو سال بعد۔

"عمر اٹھ جائیں نا بابا کب سے آپکا ویٹ کر رہے ہیں"۔ ہر سنڈے کی طرح وہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ ایفا اسے تیسری مرتبہ اٹھانے آئی تھی مگر وہ اب بھی اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"سوئے رہیں میں بابا کو بھیجتی ہوں خود آپکو اٹھائیں گے"۔ وہ تکیہ درست کرتے ہوئے بولی تو اس نے منہ سے کمبل ہٹا کر اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"دو سال ہو گئے ہیں ہماری شادی کو اور تمہیں ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ شوہر کو اٹھاتے کیسے ہیں"۔ اسے بیڈ پر بٹھا کر وہ اسکی گود میں منہ چھپاتے ہوئے بولا۔

"اچھا نا بس۔ اٹھ جائیں اب"۔ اس نے عمر کو کندھوں سے دھکیلتے ہوئے کہا۔

"کیا کر رہی ہو یار؟ کیا سوچے گا ہمارا پرنس کہ اسکی ماما اسکے بابا کی بالکل بھی عزت نہیں کرتی ہیں"۔ وہ مصنوعی خفگی سے بولا تو وہ مسکرا دی۔

"کچھ نہیں سوچے گا۔ سوچنے کے لئے اسے پہلے اس دنیا میں آنا ہو گا جس میں ابھی وقت ہے۔ سو شرافت سے اٹھ جائیں۔ واک کا ٹائم تو نکل گیا ہے جین اور جو ناشتے پر ویٹ کر رہے ہونگے"۔ اسے اٹھانے کی اس نے ایک اور کوشش کی تھی مگر ناکام رہی۔

"اگر اب آپ نہ اٹھے تو میں ناراض ہو جاوں گی"۔ وہ مصنوعی خفگی سے بولی تو اسے اٹھنا ہی پڑا۔

"بہت بری ہو تم"۔ وہ انگڑائی لیتے ہوئے بولا تو وہ مسکرا دی۔
روم کے پردے درست کرتے ہوئے اسکی نظر بابا (شکیل انکل) پر پڑی تھی جو جین کی کسی بات پر کلاس لے رہے تھے۔ ان چاروں نے (عمر، جو، جین اور شکیل) ملکر یہ بنگلہ بنوایا تھا جس میں وہ سب رہتے تھے۔ شکیل صاحب کو دیکھ کر اسے بے اختیار زار یاد آیا تھا۔

"مجھ سے اگر کوئی سب سے زیادہ محبت کرتا ہے تو وہ تم ہو زار۔ اپنے جانے کے بعد بھی تم نے مجھے اپنی متاع حیات کی طرح اس شخص کے حوالے کیا جس نے میری ناقدری نہیں کی۔ جس نے میری زندگی کو رنگوں سے بھر دیا۔ جس نے تمہاری متاع حیات کو اپنی متاع حیات بنا لیا"۔ آنکھیں بند کئے وہ زار سے مخاطب تھی جب واشروم کا دروازہ کھلنے پر اس نے آنکھیں

New Era Magazine

کھولیں۔عمر مسکرا کر اسی کو دیکھ رہا تھا۔وہ سر نفی میں ہلاتی اسکے پاس آگئی جو شرٹ ہاتھ میں لئے کھڑا تھا تاکہ وہ اسے خود اپنے ہاتھوں سے پہنائے۔

نوٹ

متاع حیات از حجاب فاطمہ کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ(نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine